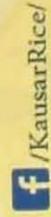


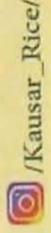
Kausar
RICE



PROUD PRODUCE OF
PAKISTAN



/KausarRice/



/Kausar_Rice/

www.kausar.com.pk



وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (الرحمن: 27)
”اور باقی رہے گا صرف تیرے رب کا چہرہ جو بہت بزرگی اور بہت عظمت والا ہے۔“

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
طالب علموں کیلئے ایک معیاری علمی رسالہ
ماہنامہ
کوثر
لاہور
رکن پاکستان چلڈرن بیگزین سوسائٹی

مسلسل اشاعت کا چھتیس واں ساق

ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ
دسمبر 2020ء
جلد 37
شمارہ 12

خان بہادر انعام اللہ خان مرحوم

ڈاکٹر نسیم الدین خواجہ مرحوم

مدیر اعلیٰ: پروفیسر ڈاکٹر منزل احسن شیخ

مدیرہ (ارویکیشن): آمنہ خواجہ

مدیرہ (انٹرنیشنل): عائشہ نسیم الدین خواجہ

34 L 2 ویلنٹیا ٹاؤن، لاہور
فون: 042-37281939, 0333-4027771
monthly.kausar@gmail.com

یکے از مطبوعات:

مطبع

مکتبہ جدید پریس، لاہور

انتظام و طباعت

دی چلڈرن قرآن سوسائٹی
خواجہ آرکیڈ، وحدت روڈ، لاہور
فون: 042-37420679

غازی محمد وقاص 042-37668110

gdsprinters@gmail.com

قیمت فی شمارہ: 40 روپے
سالانہ زرتعاون: 400 روپے
وی۔ پی: 470 روپے

ڈیزائننگ محمد عبدالرحمن

لاہور ریویو اور سکولوں کے لیے حکومت پنجاب سے منظور شدہ So(PI)45/83

حدیث نبوی ﷺ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ :
مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ ،
وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ ، وَمَنْ كَانَ
يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

سیدنا ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

- ☆ جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔
- ☆ اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کی عزت کرے۔
- ☆ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو اور یوم آخرت کو مانتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔

اس شمارے میں

5	اُم عائشہ	کہیں دیر نہ ہو جائے!
7	مفتی محمد شفیعؒ	سبھی کی زباں پہ تری گفتگو ہے
8	مفتی محمد شفیعؒ زباں ہے نہ قلم ہے!
9	ڈاکٹر اسرار احمد	اسلامی آداب معاشرت
14	رفعت خواجہ	روح محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو
18	محمد ندیم خواجہ	راہ ہدایت
19	نظر زیدی	تلوار کا حق
22	سلال احمد	نیکی کی جڑ سداہری
23	نعیم احمد بلوچ	صرف اللہ سے ڈرنے والا
27	کاشف حسین ریاض	دیانت داری کی آزمائش
30	ڈاکٹر محمد بشیر مکرّم شیخ	مثبت سوچ
31	حفصہ عثمان	جنّاح کی شخصیت
35	فیصل بخاری	قائد اعظم کا کردار
38	قدرت اللہ شہاب	کیونکہ وہ نہ شاعر ہے نہ ادیب
39	محمد ابراہیم	ایک مجاہد کی ڈائری
43	انتخاب: ڈاکٹر آمنہ خواجہ	صدر اردوان اور اہل مغرب
45	اسرار زیدی	ابلیس کی مجلس شوریٰ
48	جعفر محمود مدنی	کچھ دعا کے بارے میں!
49	محمد ساجد خان	خدا مہربان تو جگ مہربان
51	ڈاکٹر مسز کیواے اعوان	بچے کی فریاد
53	پروفیسر منزل احسن شیخ	میڈیکل کیپ کا انعقاد
55	محمد سلیم جباری	ملاؤ تیں کیسی کیسی!
59	آصف سلیمان	لیزر شعاعیں

آپس کی باتیں

کہیں دیر نہ ہو جائے!

اُم عائشہ

مسلمان ہونے کے باوجود فاسق و فاجر اور گمراہ؟ ایسا کیوں ہے؟ مجموعی طور پر آج مسلمان اسلام کی تعلیمات سے یا تو بے خبر ہیں یا پھر وہ طرز تخلف اختیار کیے ہوئے ہیں کہ: دیکھا جائے گا، ابھی تو بہت وقت پڑا ہے، ذرا اپنے جی کے ارمان تو پورے کر لیں، پھر توبہ کر لیں گے، اللہ بڑا غفور الرحیم ہے۔ وہ بھول جاتے ہیں کہ اللہ جبار بھی ہے اور قہار بھی۔ وہ انتقام لینے پر بھی قادر ہے۔ وہ ڈھیل بھی دیتا ہے لیکن اس کی پکڑ کسی بھی وقت ہو سکتی ہے۔

ہمارے اس طرز عمل کی اصل وجہ ایمان کا فقدان ہے۔ وہی بات جو اقبال نے کہی تھی:

زبان سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل

دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

اصل ایمان تو وہ ہے جو دل و دماغ میں رچ بس جائے، یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی باتوں پر پختہ یقین ہو۔ زبان دل کی رفیق ہو، اس کی ترجمان ہو۔ ہم جانتے ہیں کہ آگ جلاتی ہے، ایک سمجھ دار بچہ بھی اس کے قریب نہیں جاتا۔ اگر ہم سانپ اپنے نزدیک آتا دیکھ لیں تو جان پر بن جاتی ہے حالانکہ ہمیں پتہ ہے کہ سارے سانپ زہریلے نہیں ہوتے۔ پھر کیا بات ہے کہ ہم جہنم کی آگ سے نہیں ڈرتے؟ شاید اس لیے کہ ہم اس پر قلبی یقین نہیں رکھتے۔ یہ قلبی یقین

صرف قرآن اور رسول پاک ﷺ، دوسرے نبیوں اور صالحین کی سیرت ہی سے مل سکتا ہے۔

جنت میں داخلے کے لیے کسی بڑی یونیورسٹی سے ڈگری حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہاں تو صرف ایمان، اعمال صالحہ اور تقویٰ کی اسناد درکار ہوں گی جو ایک ناخواندہ کو بھی مل سکتی ہیں۔ ذرا تصور کیجئے کہ ایک متکبر، سنگ دل اور کنجوس امیر آدمی کا لمبا چوڑا حساب لیا جا رہا ہے جبکہ ایک غریب، مسکین اور متقی کو بلا حساب اعزاز و اکرام کے ساتھ جنت کی طرف لے جایا جا رہا ہے!

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیا کریں کہ اللہ کے پسندیدہ بندوں میں شامل ہو جائیں! سب سے پہلے تو نمازی بنیں۔ قرآن پاک ترجمے کے ساتھ پڑھیں۔ دوسری بات کہ غور و فکر کی عادت ڈالیں۔ اپنا جائزہ لیتے رہیں۔ میں کیسی زندگی گزار رہا ہوں؟ ایک مسلمان کو کیسی زندگی گزارنی چاہیے؟

آپ اگر چاہیں تو بہت کم عرصہ میں اپنی زندگی کا رخ اس صراط مستقیم پر موڑ سکتے ہیں جو ہمیں رضائے الہی کی طرف لے جائے گی، ان شاء اللہ۔ اس کے لیے بس ایک ہی شرط ہے، اور وہ ہے عزم مصمم کی۔ آج ہی پختہ ارادہ کر لیں کہ ہر وہ کام کریں گے جو اللہ کو پسند ہے اور ہر اس کام سے بچیں گے جو اللہ کو ناپسند ہے۔

تو اب کدھر جانے کا خیال ہے؟ مسلمانوں کے لیے بنائی گئی صراط مستقیم پر یا پھر عیسائیوں، یہودیوں اور مشرکین کی وضع کردہ راہ پر؟

جلد فیصلہ کر لیں۔ یہ نہ ہو کہ دیر ہو جائے اور امتحان کا وقت ختم ہونے پر چہ ہی چھین لیا جائے۔

☆.....☆.....☆

حمد

سبھی کی زباں پر تری گفتگو ہے

مفتی محمد شفیعؒ

ترا آئینہ عالم رنگ و بو ہے
جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے
ہزاروں حجاب اور اس پر یہ عالم
کہ چرچا ترا جا بجا، کو بہ کو ہے
شاخوں ترا دہر کا ذرہ ذرہ
سبھی کی زباں پر تری گفتگو ہے
جمال ازل قدرت مطلقہ کی
شہادت سے معمور ہر چار سو ہے
ترے فضل و رحمت نے بخشا ہے سب کچھ
بس اب تو مری ایک ہی آرزو ہے
کہ کر دے مجھے ایسے بندوں میں شامل
کہ اشک سحرگاہ جن کا وضو ہے
بجاہ شفیع حبیب دو عالم
کہ جو عالم کون کی آبرو ہے
شفیع گنہہ گار و خستہ بھی حاضر
بامید عفو و کرم زور و ہے

☆.....☆.....☆

..... زبان ہے نہ قلم ہے!

مفتی محمد شفیعؒ

پھر پیش نظر گنبدِ خضریٰ ہے، حرم ہے
پھر نامِ خدا، روضہٴ جنت میں قدم ہے
پھر شکرِ خدا، سامنے محرابِ نبیؐ ہے
پھر سر ہے مرا اور ترا نقشِ قدم ہے
محرابِ نبیؐ ہے کہ کوئی طور تجلی
دل شوق سے لبریز ہے اور آنکھ بھی نم ہے

پھر منتِ دربان کا اعزاز ملا ہے
اب ڈر ہے کسی کا، نہ کسی چیز کا غم ہے
پھر بارگہ سید کونینؑ میں پہنچا
یہ اُن کا کرم، اُن کا کرم، اُن کا کرم ہے

یہ ذرہٴ ناچیز ہے خورشیدِ بداماں
دیکھ ان کے غلاموں کا بھی کیا جاہ و حشم ہے
ہر مومئے بدن بھی جو زباں بن کے کرے شکر
کم ہے بخدا، اُن کی عنایات سے کم ہے
دل نعتِ رسولؐ عربی کہنے کو ہے بے چین
عالم ہے تخیر کا، زبان ہے نہ قلم ہے

☆.....☆.....☆

اربعینِ نووی

حدیث: 15

اسلامی آدابِ معاشرت

ڈاکٹر اسرار احمد

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ :

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ ،
وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ ، وَمَنْ كَانَ
يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ صَبِيَّهُ (صحیح بخاری صحیح مسلم)

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات
کہے یا پھر خاموش رہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور یومِ آخرت پر
ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کی عزت کرے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ
کو اور یومِ آخرت کو مانتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔“

اللہ کے محبوب بندوں کے اوصاف

یہ مضمون قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔ سورۃ الفرقان کے آخری رکوع میں اللہ تعالیٰ
نے اپنے خاص بندوں کے حوالے سے کچھ اوصاف بیان کیے ہیں اور انہیں ”عِبَادُ
الرَّحْمٰنِ“ (رحمن کے بندے) کا نام دیا ہے۔ ویسے تو تمام مسلمان بلکہ تمام انسان اللہ
ہی کے بندے ہیں لیکن یہاں پر اللہ کے پسندیدہ اور محبوب بندے مراد ہیں جن سے اللہ
محبت کرتا ہے۔ ان کے چند اوصاف کا تذکرہ اس طرح کیا گیا ہے:

☆ ”رحمن کے (پسندیدہ) بندے وہ ہیں جو زمین میں چلتے ہیں آہستگی کے
ساتھ۔“ یعنی اُن کی چال سے تواضع و انکساری نمایاں ہوتی ہے۔

- ☆ ”اور جب ان سے مخاطب ہوتے ہیں ”جاہل“ تو وہ سلامتی والی بات کرتے ہیں۔“ اردو میں جاہل اُن پڑھ کو کہتے ہیں لیکن عربی میں جاہل کا لفظ جذباتی اور مشتعل مزاج انسان کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یعنی جب کوئی جذباتی اور اکھڑ مزاج شخص اللہ کے بندوں سے الجھنا چاہے یا بحث و تمحیص کرے تو یہ انتہائی ٹھنڈے دماغ سے اُس کا جواب دیتے ہیں۔
- ☆ ”وہ لوگ راتیں بسر کرتے ہیں اپنے رب کے لیے سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے۔“ یعنی وہ قیام اللیل اور تہجد کا اہتمام کرتے ہیں۔
- ☆ ”اور وہ دعا مانگتے رہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کے عذاب کو پھیر دے، کہ اس کا عذاب چمٹ جانے والی چیز ہے۔ یقیناً وہ بہت بری جگہ ہے مستقل جائے قرار کے اعتبار سے بھی اور عارضی قیام گاہ کے اعتبار سے بھی۔“ یعنی وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ہم تو دین پر چل رہے ہیں دین کے اعمال سرانجام دے رہے ہیں تو ہمیں جنت ملنی ہی ملنی ہے اور جہنم سے ہمارا چھٹکارا تو لازماً ہو جائے گا۔ ایسا نہیں ہے۔ اللہ کے بندوں کا یہ رویہ ہرگز نہیں ہوتا۔ اُنہیں اپنی نیکیوں پر کوئی غرور نہیں ہوتا بلکہ وہ تو ہر وقت عذاب الہی سے اور اپنے اعمال کے ضائع ہونے سے ڈرتے رہتے ہیں۔ وہ اپنی عبادت اور اللہ کے دین کے لیے کیے گئے کاموں کو حقیر سمجھتے ہیں۔
- ☆ ”اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف سے کام لیتے ہیں (خواہ ان کے پاس زیادہ مال ہو) اور نہ ہی بخل سے کام لیتے ہیں، بلکہ اُن کا خرچ ان (دونوں انتہاؤں) کے درمیان اعتدال پر قائم رہتا ہے۔“ آدمی کو اپنی چادر کے مطابق پاؤں پھیلانے چاہئیں، لیکن کبھی انسان نے کوئی ضروری

خرچ کرنا ہوتا ہے اور اس طرح کی صورت حال میں اگر اپنے پاس کچھ نہیں ہے تو قرض لے کر خرچ کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ قرض لینا فی نفسہ کوئی بری بات نہیں ہے۔ حضور اکرم ﷺ بھی قرض لے لیا کرتے تھے، لیکن قرض لوٹانے کی پختہ نیت بہر حال ضروری ہے۔

اچھی بات کہو یا پھر خاموش رہو!

اس حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے ایک پختہ (mature) شخصیت کے اوصاف بیان فرمائے ہیں جس کے اندر حسن ادب بھی پیدا ہو چکا ہے اور تہذیب و شائستگی بھی۔ آپ نے فرمایا: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ يَصْمُتْ یعنی ”جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے یا تو کوئی اچھی بات زبان سے نکالنی چاہیے یا خاموش رہنا چاہیے۔“ کہیں استہزاء اور مذاق ہو رہا ہے، قہقہے لگ رہے ہیں، گپ بازی ہو رہی ہے، طعن و تشنیع ہو رہی ہے، جھوٹ بولا جا رہا ہے، تو ایسی چیزیں اس سطح کی شخصیت کو زیب نہیں دیتیں۔ اُسے چاہیے کہ کوئی بھلائی اور خیر خواہی کی بات کرے یا پھر خاموشی اختیار کرے، اس لیے کہ خاموشی کے اندر خود ایک بہت بڑا تکلم ہے، یعنی خاموشی بولتی ہے۔ بسا اوقات انسان تکلم کی نسبت خاموشی کے ذریعے اپنے جذبات و احساسات کا زیادہ اظہار کرتا ہے اور اس کی خاموشی ہی اس کی ترجمان بن جاتی ہے۔ لہذا بولو تو اچھی بات کہو، نصیحت و تذکیر کی بات کرو، لوگوں کی خیر خواہی کی بات کرو، لوگوں کو اچھائی کی دعوت دو، اللہ کا ذکر کرو، ورنہ خاموش رہو!

زبان کا استعمال: احتیاط لازم

زبان کے صحیح استعمال پر قرآن وحدیث میں بہت زور دیا گیا ہے۔ سورۃ

الاحزاب کی آیت 70 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور بات وہ کرو جو بالکل سیدھی اور درست ہو۔“ اسے ہم اپنے محاورے میں کہتے ہیں: پہلے تو لو پھر بولو! یعنی ایک بات تمہاری زبان پر آگئی ہے اور تمہاری طبیعت اس کے بولنے پر آمادہ ہے لیکن بولنے سے پہلے اچھی طرح تول لو کہ تمہیں یہ بات کہنے کا حق حاصل بھی ہے! جب قیامت کے دن تم اللہ کے حضور کھڑے ہو گے تو کیا تم اس امر کو ثابت کر سکو گے کہ مجھے یہ بات کہنے کا حق تھا۔ یہ سارا حساب کرنے کے بعد زبان کھولو۔

اس سے اگلی آیت میں اس کا نتیجہ بھی بیان کر دیا گیا ہے کہ اگر تم دو شرطیں پوری کر دو، یعنی دل میں تقویٰ ہو اور زبان پر کنٹرول ہو تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ: ”اللہ تمہارے سارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔“ حقیقت یہ ہے کہ زبان کے اوپر کنٹرول بہت مشکل ہے۔ بولنے میں کوئی طاقت تو لگتی نہیں ہے۔ ذرا سا اپنے احساسات کو ڈھیلا چھوڑ دیا اور اب جو منہ میں آگیا، کہہ دیا۔

اس حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا ایک اور فرمان ملاحظہ ہو: حضرت معاذ بن جبل فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھا تو میں نے آپ سے چند چیزوں کے متعلق سوال کیا۔ آخر میں رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”کیا میں تمہیں ان سب کی جڑ کے بارے میں نہ بتاؤں؟“ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا: ”اسے اپنے اوپر روک کر رکھو۔“ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا گفتگو کے بارے میں بھی ہمارا مواخذہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا:

”تمہاری ماں تم پر روئے اے معاذ (یہ ایک محاورہ ہے جو اپنائیت اور ملامت کے طے جلے جذبات کے لیے استعمال ہوتا ہے) لوگوں کو دوزخ میں ان کے منہ یا تھنوں کے بل گرانے والی سب سے زیادہ زبان کی کھیتیاں ہی تو ہیں۔“

زبان سے جو لفظ نکلتا ہے وہ ایک بیج بن کر آخرت کی سرزمین میں بویا جاتا ہے۔ اب اگر یہ لفظ برا ہے تو اس سے کانٹے دار پودا اور جھاڑ جھکاڑ اُگے گا اور قیامت کے دن آپ کو اسے کاٹنا ہوگا۔ یعنی لوگوں کی زبانوں کی بوئی ہوئی کھیتیاں ہی ان کو سب سے بڑھ کر جہنم میں گرانے والی شے ہیں۔

دین کا فلسفہ یہ ہے کہ اگر آپ کا رخ سیدھا ہے، آپ صراطِ مستقیم پر چل رہے ہیں لیکن اس دوران کہیں پاؤں پھسل گیا اور آپ گر گئے تو پھر فوراً کھڑے ہو کر اور کپڑے جھاڑ کر دوبارہ صراطِ مستقیم پر چلنا شروع کر دیجیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس گرنے کو معاف فرمائے گا۔ ایک طرزِ عمل تو یہ ہے کہ گناہ کے اوپر ڈیرہ لگا لیا جائے، جبکہ ایک یہ ہے کہ گناہ سرزد ہو تو فوراً توبہ کر لی جائے۔ اس کیفیت کو سورۃ النساء کی آیت 17 میں یوں بیان فرمایا گیا ہے:

”ایسے لوگوں کی توبہ قبول کرنا اللہ کے ذمے ہے جو جہالت اور نادانی میں کوئی بری حرکت کر بیٹھتے ہیں، پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں۔ پس یہی ہیں جن پر اللہ مہربانی کرتا ہے (اور انہیں معاف کر دیتا ہے)۔ اور وہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔“

(جاری ہے)

روح محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو

رفعت خواجہ

میرے پیارے نبی جناب محمد ﷺ:

- ☆ جن کے لیے یہ بزم ہستی سجائی گئی۔
- ☆ جنہیں تخت ختم نبوت پہ جلوہ گر کیا گیا۔
- ☆ جن کی نبوت کا پرچم پوری کائنات میں لہرایا گیا۔
- ☆ جنہیں سید الاولیاء و آخرین بنایا گیا۔
- ☆ جنہیں شافع محشر کا اعزاز عطا کیا گیا۔
- ☆ جنہیں ساتی کوثر کا منصب عظیم مرحمت فرمایا گیا۔
- ☆ اللہ کو ان سے اتنا پیار کہ کلمہ طیبہ میں اپنے نام کے ساتھ ان کا نام سجائے۔
- ☆ اللہ کو ان سے اتنی محبت کہ اذانوں میں اپنے اسم گرامی کے ساتھ ان کا اسم گرامی بھی آئے۔
- ☆ اللہ کو ان سے اتنا لگاؤ کہ قرآن میں ان کے شہر کی قسم اٹھائے۔
- ☆ وہ اللہ کے اتنے لاڈلے کہ انہیں منزل، مدرّس، یس اور طہ کے محبت بھرے ناموں سے پکارے۔
- ☆ وہ اللہ کو اتنے محترم کہ اللہ ان کی زندگی کی قسم اٹھائے۔
- ☆ جنہیں اللہ یہ عظمت بخشے کہ وہ سب سے پہلے باب جنت کھولیں۔
- ☆ جن کی اتنی شان کہ اللہ ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دے۔
- ☆ جن کا اللہ اتنا محبت کہ انہیں عرش پر بلا کر اپنا مہمان بنائے۔

- ☆ جن کا یہ وقار کہ روز محشر سارے نبی ان کے جھنڈے تلے جمع ہوں گے۔
- ☆ جن کے احترام میں اللہ اتنا حساس کہ مسلمانوں کو حکم دے دیا کہ اپنی آواز کو نبی ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو۔
- ☆ جو اتنے محترم کہ ان کے روضہ اطہر پر صبح شام ستر ہزار فرشتے حاضری دیں۔
- ☆ جو اللہ کے ہاں اتنے قابل قدر کہ جبریلؑ ان کے گھر کی نگہبانی کریں۔
- ☆ جن کی یہ شان کہ معراج کی رات سارے انبیائے کرام کی امامت کریں۔
- ☆ جن سے اللہ کو اتنا پیار کہ اللہ اور اس کے فرشتے ان پر درود بھیجیں۔
- ☆ وہ اللہ کو اتنے چہیتے کہ اللہ ان کی امت کو خیر الامم قرار دے۔
- ☆ ان کے دوستوں کا یہ مقام کہ سیدنا ابو بکر صدیقؓ کو اللہ کا سلام آئے۔
- ☆ ان کے رفقاء کا یہ مرتبہ کہ انہیں دنیا ہی میں جنت کی بشارت دے دی گئی۔
- ☆ جنہوں نے سب سے پہلے انسانیت کو بین الاقوامی منشور عطا کیا۔
- ☆ جنہوں نے رنگ و نسل کے بتوں کو پاش پاش کر دیا۔
- ☆ جنہوں نے ظالموں کے خلاف شمشیر جہاد بلند کی۔
- ☆ جنہوں نے یتیموں کو سینے سے لگایا اور ان کی سرپرستی فرمائی۔
- ☆ جنہوں نے غلاموں کی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں کھولیں۔
- ☆ جنہوں نے عورت کو قعر مذلت سے نکال کر اس کے سر پر عزت و عصمت کی چادر رکھی۔
- ☆ جنہوں نے محنت کش کو اللہ کا دوست قرار دیا۔
- ☆ جنہوں نے ہر مردوزن پر علم حاصل کرنا فرض قرار دیا۔
- ☆ جن کی درس گاہ سے فیض یافتہ لوگوں نے پوری دنیا میں علوم پھیلانے۔

تاریخ شاہد ہے کہ ہر زمانے کے سعید الفطرت لوگ جناب محمد عربی ﷺ کی شخصیت و پیغام کی جانب یوں لپک لپک کر آئے ہیں جیسے پروانے شمع کی جانب! وہ آپ کی شخصیت کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ آپ کے لائے ہوئے پیغام کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور آپ کی غلامی کا پٹا گلے میں ڈالنا دنیا کی سب سے بڑی سعادت سمجھتے ہیں۔ لیکن ازلی مردود شیطان ملعون کو کب یہ گوارا ہو سکتا ہے کہ انسان آپ کی شخصیت سے والہانہ محبت کریں اور آپ کے لائے ہوئے دین حنیف کی شاہراہ پر گامزن رہیں۔ اس لیے شیطان نے ہر زمانے میں نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے اور ہڈیاں بکنے کے لیے کچھ لوگوں کو کھڑا کیا ہے، جو اپنی زہریلی زبان سے اتنا بڑا جرم کرتے ہیں کہ کائنات کانپ کانپ جاتی ہے۔ تاہم اس نازک مسئلے میں غلامانِ مصطفیٰؐ بھی بڑے حساس اور غیرت مندر رہے ہیں۔ وقت گواہ ہے کہ جب بھی کسی بد بخت نے شانِ رسول ﷺ میں گستاخی کی، غیور مسلمان شاہین کی طرح اس پر چھپنے ہیں اور اسے جہنم واصل کیا ہے۔

پچھلے چند برسوں سے یورپ نے ایک سنگین سازش کے تحت پوری دنیا میں توہین رسالت کا طوفان پھا کر رکھا ہے۔ سیداکائنات کی شخصیت میں عیب نکالے جا رہے ہیں۔ محسنِ انسانیت کی ذات اقدس پر ظالمانہ تنقید ہو رہی ہے۔ اللہ کے محبوب کے اوصاف و محاسن پر فضول قسم کی بحث ہو رہی ہے۔ فخر موجودات کے اہل بیت اور صحابہ کے بارے میں ہڈیاں بکا جا رہا ہے۔ آپ کے لائے ہوئے دین پر کچھڑا اچھالا جا رہا ہے۔ آپ کے منصب نبوت پر ہرزہ سرائی کی جا رہی ہے۔ اس طاغوتی سلسلے میں بہت سے قلم، بہت سی زبانیں اور بہت سا پیسہ متحرک ہے۔ پاکستان میں توہین رسالت کے قانون میں ترمیم کروانے کے لیے ایڑی

چوٹی کا زور لگایا جا رہا ہے۔ ضمیر فروش صحافیوں سے جراند و اخبارات میں مضامین لکھوائے جا رہے ہیں۔ جب بھی کوئی بد بخت توہین رسالت کا مرتکب ہوتا ہے تو ایسے لوگ اس رذیل کائنات کو مہمان خصوصی بنا کر یورپ لے جاتے ہیں اور اس دریدہ دہن کو خوب انعامات سے نوازتے ہیں۔ پچھلے دنوں ”فیس بک“ کی ویب سائٹ پر نبی اکرم ﷺ کے توہین آمیز خاکوں کی مہم شروع کی گئی تھی۔ ہمارے ایمان کا تقاضا ہے کہ ہم اس قسم کی تمام ویب سائٹس کا مکمل بائیکاٹ کر کے نبی اکرم ﷺ سے اپنی محبت اور عقیدت کا عملی ثبوت فراہم کریں۔ اب حال ہی میں فرانس نے بھی دوبارہ اپنے خبث باطن کا مظاہرہ شروع کر دیا ہے۔

یورپ یہ سب کچھ کیوں کر رہا ہے؟ اس کی وجوہات کیا ہیں؟ اس کے محرکات کیا ہیں؟ اس کی صرف ایک وجہ ہے:

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو

☆.....☆.....☆

دانائی کی باتیں

- ☆ جس شخص میں غور و فکر کی عادت ہے وہ اپنی روح سے کلام کرتا ہے۔
- ☆ اپنی اصلاح سب سے مشکل کام ہے اور دوسروں پر نکتہ چینی سب سے آسان۔
- ☆ عقل کی حد ہو سکتی ہے لیکن بے عقل کی کوئی حد نہیں۔
- ☆ علم بہت ہیں جبکہ عمر کم۔
- ☆ کسی کا دل نہ دکھائیں کیونکہ آپ بھی دل رکھتے ہیں۔

راہ ہدایت

ڈاکٹر محمد ندیم خواجہ

حضرت علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”آگاہ ہو جاؤ ایک بڑا فتنہ آنے والا ہے!“ میں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! اس فتنہ کے شر سے بچنے اور نجات پانے کا ذریعہ کیا ہے؟“ آپؐ نے فرمایا: ”کتاب اللہ! اس میں تم سے پہلی امتوں کے واقعات ہیں، اور تمہارے بعد کی اس میں اطلاعات ہیں۔ اور تمہارے درمیان جو مسائل پیدا ہوں، قرآن میں ان کا حکم اور فیصلہ موجود ہے۔ وہ قول فیصل ہے۔ وہ فضول بات اور یا وہ گوئی نہیں ہے۔ جو کوئی جابر و سرکش اس کو چھوڑے گا اللہ تعالیٰ اس کو توڑ کے رکھ دے گا اور جو کوئی ہدایت کو قرآن کے بغیر تلاش کرے گا اس کے حصہ میں اللہ کی طرف سے صرف گمراہی آئے گی۔ قرآن ہی اللہ سے تعلق کا مضبوط وسیلہ ہے، اور محکم نصیحت نامہ ہے، اور وہی صراط مستقیم ہے۔ وہی وہ حق مبین ہے جس کے اتباع سے خیالات کجی سے محفوظ رہتے ہیں اور زبانیں اس کو گڑ بڑ نہیں کر سکتیں۔ اور علم والے کبھی اس کے علم سے سیر نہیں ہوں گے۔ اور وہ قرآن کثرت مزاولت سے کبھی پرانا نہیں ہوگا۔ اور اس کے عجائب کبھی ختم نہیں ہوں گے۔“

(جامع ترمذی)

☆.....☆.....☆

تلوار کا حق

نظر زیدی

غزوة احد میں مسلمانوں کی تعداد 700 اور کافروں کی تعداد 3000 تھی۔ کافر ایک برس سے جنگ کی تیاری کر رہے تھے۔ احد ایک پہاڑی کا نام ہے جو شہر مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر شمال کی طرف واقع ہے۔ لڑائی شروع ہونے سے پہلے اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی تلوار ہاتھ میں لی اور اونچی آواز میں فرمایا: ”تم میں کون ہے جو آج اس تلوار کا حق ادا کرے گا؟“

یہ ارشاد مبارک سن کر حضرت ابودجانہؓ آگے بڑھے اور کہا: ”یا رسول اللہ! اس تلوار کا حق میں ادا کروں گا۔“

رسول پاک ﷺ نے تلوار انہیں دے دی۔ یہ مقدس تلوار لے کر حضرت ابودجانہؓ ایسی چال سے چلے جیسے کہہ رہے ہوں کہ کوئی ہے جو ایسی شان رکھتا ہو جو اس وقت میری ہے!

حضرت ابودجانہؓ کا تعلق انصار مدینہ کے قبیلے بنو ساعدہ سے تھا۔ ان کا نام سماک بن خرشہ تھا جبکہ ابودجانہؓ ان کی کنیت تھی۔ وہ اپنے زمانے کے مانے ہوئے بہادر تھے۔ انہوں نے رسول کریم ﷺ کی تلوار لے کر سر پر سرخ رومال باندھا اور کافروں پر پل پڑے۔ جس طرف منہ کرتے، کافروں کو گاجر مولیٰ کی طرح کاٹتے چلے جاتے۔ جو ان کے سامنے آتا، ہکڑے ہو کر زمین پر گر جاتا۔ حضرت ابودجانہؓ جہاد کے جوش میں آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے کہ اچانک ان کے سامنے ایک عورت آگئی جو اپنے ساتھی کافروں کو پوری طاقت سے لڑنے پر اکسا

رہی تھی۔ یہ عورت کافروں کے لشکر کے سردار ابوسفیان کی بیوی ہندہ تھی۔ اس وقت اپنے شوہر کی طرح وہ بھی مسلمانوں کی سخت دشمن تھی۔ جنگ کی آگ بھڑکانے میں اس نے بہت حصہ لیا تھا۔ حضرت ابودجانہ نے اسے پہچان لیا اور قتل کرنے کی غرض سے اس کی طرف بڑھے۔ پھر رک گئے، تلوار اس کے سر پر رکھ کر اٹھالی۔ جنگ میں بہادری اس بات کو سمجھا جاتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ دشمنوں کو قتل کیا جائے لیکن حضرت ابودجانہ نے قابو میں آئی ہوئی دشمن عورت کو قتل نہ کر کے بہادری کا ایسا کارنامہ انجام دیا جو بہادروں کی تاریخ میں ایک روشن مثال بن گیا۔

بہادری کا ایک اور عظیم کارنامہ حضرت ابودجانہ نے اس وقت انجام دیا جب حضرت ابوبکرؓ نے مسیلمہ کذاب سے لڑنے کے لیے لشکر روانہ کیا۔ مسیلمہ کذاب اور کچھ دوسرے لوگوں نے جن میں ایک عورت بھی شامل تھی، رسول پاک ﷺ کے وصال کے بعد یہ دعویٰ کیا تھا کہ وہ بھی (نعوذ باللہ) نبی ہیں۔ مسیلمہ کذاب ان میں بہت طاقتور تھا۔ اس نے بہت سے جاہلوں کو اپنے گرد اکٹھا کر لیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ فتنہ مٹانے کے لیے حضرت خالد بن ولیدؓ کو سالار مقرر کر کے لشکر روانہ کیا جس میں حضرت ابودجانہؓ بھی شامل تھے۔

مسیلمہ جھوٹا ہونے کے ساتھ چالاک بھی تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ لشکر لے کر آئے تو وہ ایک ایسے باغ میں چلا گیا جو بہت مضبوط اور اونچی دیوار سے گھرا ہوا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اپنے طور پر بہت کوشش کی کہ مسیلمہ کو کھلے میدان میں لا کر اس کا خاتمہ کر دیں، لیکن وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب نہ ہوئے۔ نہ مسیلمہ باغ سے باہر آتا تھا اور نہ مسلمان دیوار پھاند کر اندر جا سکتے تھے۔ کئی دن اسی کشمکش میں گزر گئے۔ آخر ابودجانہؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے

کہا کہ اس چالاک اور مکار دشمن کو شکست دینے کی ایک تدبیر میرے ذہن میں آئی ہے۔ آپ یوں کیجیے کہ مجھے باغ کے اندر پھینک دیجیے۔ اگرچہ اس طرح میری جان خطرے میں پڑ جائے گی، لیکن مجھے یقین ہے کہ میں باغ کا دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ پھر مجاہد باغ کے اندر داخل ہو کر آسانی سے مسیلمہ اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیں گے۔

حضرت ابودجانہؓ کو اس طرح خطرے میں ڈالنا مناسب نہ تھا لیکن جب انہوں نے بہت اصرار کیا تو ایک ایسے مقام سے جو باغ کے بڑے دروازے کے قریب تھا، انہیں باغ کے اندر اتار دیا گیا۔ وہ بہت اونچی دیوار سے باغ کے اندر کودے تو ان کی ایک ٹانگ سخت زخمی ہو گئی، لیکن انہوں نے اس حالت میں بھی اندر سے باغ کا دروازہ کھول دیا۔ مجاہدین کا لشکر آسانی سے اندر پہنچ گیا اور جھوٹوں کے سردار مسیلمہ اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا۔ اس جنگ میں جسے جنگ یمامہ کہا جاتا ہے، حضرت ابودجانہؓ کو شہادت کا درجہ حاصل ہوا۔ ٹانگ زخمی ہونے کی وجہ سے دشمن ان پر قابو پانے میں کامیاب ہو گئے اور انہوں نے پھر ان کو شہید کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا!

☆.....☆.....☆

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”لوگو! سلام عام کرو (غرباء کو) کھانا کھلاؤ، رات کو (نفلی) نماز پڑھو جب لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔ (یہ کام کرنے کے بعد تم اس بات کے مستحق بننے ہو گے) سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔“ (ترمذی)

نیکی کی جڑ سداہری

سلال احمد

مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ خاندان کے سربراہ کو اپنے گھر کے افراد سے بہت محبت ہوتی ہے۔ جب کوئی شخص کسی حیوان یا انسان کی خدمت کرتا ہے تو وہ اللہ کو اچھا لگتا ہے۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بدچلن عورت کو بخش دیا جس نے پیاسے کتے کو گھرے کنویں سے پانی نکال کر پلایا تھا کیونکہ اس فعل میں اس کا اپنا قطعاً کوئی مفاد نہ تھا بلکہ محض ایک جان دار کی جان بچانے کے لیے اس نے ایسا کیا۔

رسول کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ ایک شخص راستے پر چل رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ درخت کی ایک شاخ راہ چلنے والوں کے لیے تکلیف کا باعث بن رہی ہے۔ اس شخص نے وہ رکاوٹ دور کر دی۔ اس کا یہ پُر خلوص عمل اللہ تعالیٰ کو اتنا اچھا لگا کہ اس کی بخشش کر دی گئی۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ پہلی امتوں میں ایک آدمی تھا۔ موت کا فرشتہ اس کے پاس آیا اور اس کو وفات دے دی۔ بعد ازاں اس سے پوچھا گیا کہ اپنا کوئی نیک عمل یاد کرو تا کہ تمہاری بخشش کا سامان ہو جائے۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے اپنا کوئی نیک عمل معلوم نہیں سوائے اس کے کہ زندگی میں کاروبار کے دوران لوگوں سے تقاضا کرتے ہوئے سختی نہیں کرتا تھا بلکہ صاحب مال لوگوں کو بھی ادائیگی میں سہولت دیتا تھا جبکہ نادار اور مفلس کو تو معاف بھی کر دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ میرے بندوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرتا تھا تو میں اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہوں کہ اس کے ساتھ نرمی کا سلوک کروں۔ چنانچہ فرشتوں کو حکم دیا کہ اس سے باز پرس نہ کرو۔ پھر اس کی بخشش کر دی گئی۔

☆.....☆.....☆

صرف اللہ سے ڈرنے والا

نعیم احمد بلوچ

یہ ان دنوں کی بات ہے جب جمعہ اسی طرح ادا کیا جاتا تھا جس طرح ادا کرنے کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا تھا، یعنی حاکم وقت ہی جمعہ پڑھاتے تھے۔ خاندان بنو عباس کے ہارون الرشید خلیفہ تھے۔ جمعہ کا خطبہ وہی دے رہے تھے۔ لوگ سن رہے تھے کہ اچانک ایک شخص کھڑا ہو کر بلند آواز سے کہتا ہے: ”اللہ کی قسم! تم نے نہ تو مال برابر تقسیم کیا، نہ عدل و انصاف سے کام لیا۔ تمہارا دامن برائیوں سے داغ داغ ہے۔“

ہارون غصے سے آگ بگولا ہو جاتا ہے۔ حکم دیتا ہے کہ اس گستاخ کو گرفتار کر لیا جائے۔ حکم کی تعمیل کی جاتی ہے۔ نماز کے بعد مجرم خلیفہ کے سامنے پیش ہوتا ہے۔ ”امام صاحب کو بلا لاؤ۔“ ہارون ایک چوب دار سے کہتا ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد سلطنت عباسیہ کے چیف جسٹس امام ابو یوسف (113ھ-182ھ) تشریف لے آتے ہیں۔ وہ ایک نظر پورے منظر پر ڈالتے ہیں۔ مجرم کے پیچھے دو جلا دکوڑے لیے حکم کے منتظر ہیں۔

”اس شخص نے میرے ساتھ ایسی گستاخی سے باتیں کی ہیں کہ پہلے کسی کو جرأت نہ ہوئی تھی۔ اس گستاخ کی کیا سزا ہو سکتی ہے؟“

امام سارا قصہ سنتے ہیں اور پھر بڑی دھیمی آواز میں کہتے ہیں:

”امیر المؤمنین! ایک بار رسول کریم ﷺ مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے کہ ایک بدواٹھا اور کہنے لگا: ”آپ نے عدل سے کام نہیں لیا۔“ یہ بڑی سخت بات تھی

لیکن رسول کریم ﷺ نے کہنے والے کو معاف کر دیا۔ بس اتنا فرمایا: ”اگر میں عدل نہیں کروں گا تو اور کون کرے گا۔“ ایک مرتبہ حضرت زبیرؓ اور ایک انصاری نے حضور ﷺ کے سامنے کوئی معاملہ پیش کیا۔ حضور ﷺ نے حضرت زبیرؓ کے حق میں فیصلہ دیا۔ انصاری نے غصے میں کہا کہ اپنے پھوپھی زاد بھائی کے حق میں فیصلہ کر دیا ہے، لیکن حضور ﷺ نے اس کی گستاخی سے درگزر فرمایا اور کوئی باز پرس نہ کی۔“

امام ابو یوسف اسوہ نبی ﷺ کا ذکر کرتے رہے اور ہارون کا رنگ بدلتا گیا۔ رفتہ رفتہ اس کا غصہ سرد ہو گیا اور اس نے اس شخص کو رہا کرنے کا حکم دے دیا۔ چیف جسٹس ابو یوسف کی جرأت نے ایک بے گناہ کی جان بچالی۔

ایک دفعہ ان کی عدالت میں ہارون کا ایک مقدمہ زیر سماعت تھا۔ ہارون کا چہیتا وزیر فضل بن ربیع گواہ کی حیثیت سے پیش ہوا۔ امام ابو یوسف نے اس کی گواہی لینے سے انکار کر دیا۔ فضل کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ وہ بڑبڑاتا ہوا عدالت سے نکل کر سیدھا ہارون کے پاس پہنچا اور امام صاحب کی شکایت کی۔ ہارون، فضل کی باتوں سے بھڑک اٹھا اور امام ابو یوسف کو طلب کر لیا۔ امام عدالت کا کام پٹپٹا کر حاضر ہوئے۔ ہارون نے غصے میں پوچھا: ”آپ نے فضل کی شہادت کیوں مسترد کر دی؟“

امام ابو یوسف کہنے لگے: ”امیر المؤمنین! ایک بار میں نے سنا، وہ آپ سے کہہ رہا تھا میں آپ کا غلام ہوں۔ اگر اس کی بات سچی تھی تو قانون کے مطابق آقا کے حق میں غلام کی گواہی نہیں مانی جاتی اور اگر جھوٹا تھا تب بھی اس کی شہادت قبول نہیں کی جاسکتی، کیونکہ جو شخص آپ کی مجلس میں بے باکی سے جھوٹ بولتا ہے وہ میری مجلس میں کیسے باز رہ سکتا ہے؟“

امام کے لہجے میں سچائی کی جرأت بھی تھی اور تبلیغ کی نصیحت بھی۔ ہارون الرشید کا غصہ ختم ہو جاتا ہے اور وہ امام کو حاضری کی تکلیف دینے پر معذرت کرتا ہے۔

امام ابو یوسف خلیفہ ہادی کے زمانے سے حج کے منصب پر فائز تھے۔ ایک بار خلیفہ ہادی کا جھگڑا ایک عام شہری سے ہو گیا۔ وجہ ایک باغ تھا۔ ہادی اسے اپنی ملکیت قرار دیتا اور عام شہری اپنی۔ آخر خلیفہ اس مقدمے کو عدالت میں لے گیا۔ امام ابو یوسف نے دونوں کے بیانات اور شہادتیں لیں۔ شہادتیں ظاہر کرتی تھیں کہ باغ ہادی کا ہے لیکن امام شہادتوں پر مطمئن نہ ہوئے بلکہ خفیہ تحقیقات کرتے ہیں۔ پتا چلتا ہے کہ باغ خلیفہ کا نہیں ہے اور گواہ خلیفہ کے خلاف سچی گواہی دینے کی ہمت نہیں رکھتا۔ امام صاحب مقدمے کی سماعت ملتوی کر دیتے ہیں۔ اگلے روز وہ ہادی سے ملے تو اس نے پوچھا:

”مقدمے کا کیا فیصلہ کیا؟“

”شہادتیں تو آپ کے حق میں ہیں، مگر مدعا علیہ نے مطالبہ کیا ہے کہ آپ یعنی مدعی (خلیفہ) سے حلف بھی لیا جائے۔“ امام ابو یوسف نے فرمایا۔

”تو پھر آپ کی کیا رائے ہے، کیا آپ مدعی کا حلف اٹھانا صحیح سمجھتے ہیں؟“

ہادی نے پوچھا۔ اس کے لہجے میں حیرت بھرا تجسس تھا۔ دراصل ان کے استاد امام ابو حنیفہؒ کے مطابق حلف مدعی کے ذمے نہیں، مدعا علیہ کے ذمہ ہوتا ہے۔ استاد کے مسلک کی پیروی کرتے ہیں تو ایک حق دار کا حق مارا جاتا ہے جبکہ حق دار کو حق دلانا ایک مسلمان حج کا وہ فرض ہے جس میں ذرا سی کوتاہی پر بھی اللہ کے ہاں شدید باز پرس ہوگی۔

”قاضی ابن ابی لیلیٰ کی تو یہی رائے ہے۔“ انہوں نے سوچ کر ایک ایسے

عالم دین کی رائے پیش کی جنہیں خلیفہ ہادی بھی پسند کرتا تھا۔ ہادی سوچ میں پڑ گیا۔ کچھ دیر سوچنے کے بعد بولا: ”اچھا، تو باغ مد عالیہ کے حوالے کر دیجیے۔“

امام ابو یوسفؒ دیکھنے میں معمولی سے آدمی نظر آتے۔ نہایت دبلے پتلے، چھوٹا سا قد، لیکن اس پتلے سے جسم میں ایک عظیم انسان اور علم و فضل کا پہاڑ پوشیدہ تھا۔ علم کی مسند ہو یا عدالت کی کرسی، یوں لگتا جیسے وہ اپنے گرد و پیش میں ڈوب کر رہ جائیں گے، مگر جب درس دیتے یا مقدمے کی سماعت کرتے اور فیصلہ سناتے تو ایک دنیا ان کے علم اور حکمت، بصیرت اور جرأت پر حیران رہ جاتی۔ لوگ ان کا دبلا پتلا جسم دیکھ کر کہتے: ”اگر اللہ چاہے تو پرندے کے پیٹ میں بھی علم بھر دے۔“ ان کی علمی شان کو ان کے بڑے بڑے ہم عصر علماء اور امام خراج تحسین پیش کرتے۔

ایک مرتبہ بیمار ہو گئے۔ ان کے استاد امام ابو حنیفہؒ عیادت کے لیے آئے۔ وہ عیادت کر کے ان کے گھر سے باہر نکلے تو چہرے پر پریشانی تھی۔ ایک صاحب نے پوچھا: ”آپ پریشان ہیں؟“ امام صاحب نے فرمایا: ”یہ جوان مر گیا تو زمین کا سب سے بڑا عالم اٹھ جائے گا۔“

☆.....☆.....☆

اطلاع برائے قارئین

اکتوبر 2020ء سے ماہنامہ ”کوثر“ آن لائن بھی دستیاب ہے۔ قارئین درج ذیل لنک پر اس کا مطالعہ کر سکتے ہیں:

www.kausar.com.pk/media-gallery/mahnama-kausar-magazine

تاریخ کے جھروکے سے

دیانت داری کی آزمائش

کاشف حسین ریاض

ترکستان کے بادشاہ عالم افروز نے جب بہت سے ملک فتح کر لیے تو اس کے پاس ایک بڑا خزانہ جمع ہو گیا۔ سونے چاندی کے برتن، ہیرے جواہرات اور طلائی اشرافیاں اتنی تھیں کہ شمار مشکل تھا۔ دار الحکومت میں جو عمارت خزانہ رکھنے کے لیے بنائی گئی تھی، اس کے سارے کمرے جب بیش قیمت چیزوں سے بھر گئے تو بادشاہ نے ایک نئی عمارت تیار کرنے کا حکم دیا۔ ملک بھر سے معمار بلوائے گئے جو اپنے فن میں مہارت رکھتے تھے۔ ان میں ایسے باکمال بھی تھے جن کا ثانی پوری دنیا میں کوئی نہیں تھا۔ شاہی چیف انجینئر کو ان کا افسر اعلیٰ مقرر کیا گیا اور دو سال کی مدت عمارت مکمل کرنے کے لیے رکھی گئی۔

اس اثنا میں بادشاہ کو خیال آیا کہ خزانے کی حفاظت کے لیے دیانت دار محافظ کی ضرورت ہوگی تاکہ محنت سے اکٹھا کیا ہوا یہ خزانہ ضائع نہ ہو جائے۔ اس کو وہ سب نکالیف یاد تھیں جو خزانہ حاصل کرنے کے لیے اٹھانی پڑیں۔ کئی بار وہ جنگ میں اتنا زخمی ہوا کہ جان کے لالے پڑ گئے۔ اسے شک تھا خزانے کی حفاظت پر جو بھی چوکیدار متعین کیا جاتا ہے، کوئی نہ کوئی چیز ضرور اڑا لیتا ہے۔ بادشاہ کی فکر دیکھ کر وزیر نے پریشانی کا سبب پوچھا۔ بادشاہ نے اپنا خوف بتایا تو وزیر نے کہا: ”حضور! میرے ذہن میں ایک ترکیب ہے جس کے ذریعے سے دیانت دار

ملازم کا انتخاب کیا جاسکتا ہے۔“ پھر اس نے اپنا منہ بادشاہ کے کان کے قریب لے جا کر سرگوشی کے انداز میں ترکیب بتادی۔ بادشاہ کے چہرے پر اطمینان کی لہر دوڑ گئی۔

اگلے دن بادشاہ کے حکم پر خادموں نے سونے چاندی کے سکے اور ہیرے جوہرات بوریوں میں بھرنے شروع کر دیے۔ جب سارا خزانہ بوریوں میں بھرا جا چکا تو بوریاں اٹھا کر ایک تنگ راہ داری میں دیواروں کے ساتھ رکھ دی گئیں۔ راہ داری بیرونی دروازے سے شروع ہو کر محل کے بڑے کمرے تک جاتی تھی۔ اس طرح جو شخص بھی کمرے میں جاتا، اسے راہ داری سے گزر کر جانا پڑتا۔

دوسرے دن شہر میں اعلان کر دیا گیا کہ بادشاہ کو خزانے کی حفاظت کے لیے دیانت دار ملازموں کی ضرورت ہے۔ جو لوگ ملازمت حاصل کرنا چاہتے ہیں، اگلے روز محل کے دروازے پر جمع ہو جائیں۔ لوگوں کی ایک بڑی تعداد حاضر ہوئی۔ ان میں سے بیس افراد کا انتخاب کیا جانا تھا۔ تمام افراد کو راہ داری سے ایک ایک کر کے گزارا اور بڑے کمرے میں جمع کیا گیا۔ وہاں پر ہر ایک سے نام پتہ پوچھا گیا اور کام کی نوعیت سے آگاہ کیا گیا۔ افرمہمان داری نے اعلان کیا کہ تھوڑی دیر بعد سب لوگ دوبارہ اسی کمرے میں جمع ہو کر بادشاہ کی طرف سے ضیافت میں شریک ہوں گے۔

خادموں نے کمرے میں دسترخوان بچھا دیئے۔ ایک جانب بادشاہ اور وزیر کی مسند بھی لگا دی گئی۔ لوگوں سے کہا گیا کہ ایک ایک کر کے راہ داری سے گزریں اور کمرے میں چلے جائیں۔ اس بار راہ داری میں اندھیرا تھا۔ لوگ

آہستہ آہستہ راستہ تلاش کرتے ہوئے وہاں سے گزرنے لگے۔ ضیافت میں جو کھانے پیش کیے گئے، بے حد لذیذ تھے۔ لوگوں نے جی بھر کر کھایا۔ پھر قہوے کا دور چلا۔ آخر میں بادشاہ نے فرمائش کی کہ ہر آدمی اپنے اپنے علاقے کا رقص پیش کرے اور گانا سنائے۔ اس پر سب ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے کہ پہلے کون اٹھتا ہے۔ ہر ایک کی کوشش تھی کہ اسے رقص نہ کرنا پڑے۔ اس پر دور کونے میں بیٹھا ہوا ایک دیہاتی نوجوان اٹھا اور بادشاہ کے قریب آ کر رقص کرنے لگا۔ اس کی اچھل کود سے سب قہقہے لگا کر ہنسے۔ بادشاہ نے اسے ملازم رکھ لیا۔ اسی وقت ایک خوب صورت وردی اس کو دے دی گئی جس میں ایک تلوار اور لمبی نوک والا نیزہ بھی شامل تھا۔ جو لوگ رقص میں شامل نہیں ہوئے تھے، بادشاہ کے حکم پر ان کی تلاشی لی گئی۔ ہر ایک کی جیب سے سونے چاندی کے سکے برآمد ہوئے۔ یہ سکے انہوں نے راہ داری سے گزرتے وقت اٹھا کر جیب میں رکھ لیے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اندھیرے کی وجہ سے کوئی انہیں دیکھ نہیں رہا ہے مگر دراصل یہ ان کی دیانت داری کا امتحان تھا۔ رقص کی خاطر وہ اس لیے نہیں اٹھے تھے کہ سکوں کی جھنکار سے چوری کا راز کھل جائے گا۔ ان کی جیبوں سے جتنے سکے نکلے، وہ بادشاہ نے دیانت دار نوجوان کو دے دیئے اور کہا: ”یہ تمہارا انعام ہے۔“

یوں دیہاتی نوجوان اپنی دیانت داری سے ایک ہی دن میں امیر بن گیا۔



مثبت سوچ

ڈاکٹر محمد بشیر مکرّم شیخ

سیدنا طلحہ بن عبدالرحمن بن عوف قریش کے بہت بڑے سخی اور فیاض تھے۔ ایک دن ان کی بیوی نے کہا: ”میں نے آپ کے بھائیوں سے بڑھ کر کمینہ اور گھٹیا کوئی نہیں دیکھا۔“

پوچھا: ”وہ کیسے؟“

کہنے لگی: ”جب خوش حالی اور آسانی کا وقت ہوتا ہے تو ہر وقت آپ سے چٹے رہتے ہیں، لیکن جب تنگی کا برا وقت آجائے تو چھوڑ جاتے ہیں۔“

سیدنا طلحہ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! یہ رویہ تو ان کے اچھے اخلاق کی دلیل ہے کہ جب میں ان کی عزت افزائی اور ان کے حق کی ادائیگی کے قابل ہوتا ہوں تو مجھے ملتے ہیں اور جب میں اس قابل نہیں ہوتا تو وہ خواہ مخواہ مجھے تنگ اور شرمندہ نہیں کرتے۔“

☆.....☆.....☆

سردیاں آنے پر فرشتے اہل ایمان کے متعلق خوشی کا اظہار کرتے ہیں کہ: ”اب راتیں لمبی ہوں گی تو یہ قیام کریں گے اور دن چھوٹے ہوں گے تو یہ روزے رکھیں گے۔“

(امام حسن بصریؒ)

☆.....☆.....☆

جناب کی شخصیت

حفصہ عثمان

مولانا اشرف علی تھانوی (1863ء---1943ء) ایک برگزیدہ عالم اور صوفی لیکن مکمل طور پر غیر سیاسی شخصیت تھے جنہوں نے کبھی بھی کسی سیاسی جماعت میں شمولیت اختیار نہ کی اور نہ ہی کسی سیاسی شخصیت سے کبھی کوئی رابطہ جوڑا۔ تاہم اس کے باوجود برصغیر کے حالات پر ان کی گہری نظر تھی۔ اس امر کا اندازہ ان کے اس بیان سے لگایا جاسکتا ہے جو انہوں نے 1938ء میں امرتسر میں اپنے مریدین کے ایک اجتماع سے خطاب کے دوران دیا۔ اس تقریر میں مولانا تھانوی نے محمد علی جناح کی تعریف اور حمایت کر کے سب کو حیران کر دیا۔

”وہ ایک مخلص اور سچے مسلمان اور ہندوستانی مسلمانوں کے قابل ترین راہنما ہیں۔ ان کے اخلاص اور سچائی کی روشنی یہ ظاہر کرتی ہے کہ وہ ضرور کامیاب ہو کر رہیں گے! اللہ تعالیٰ انہیں مسلمانوں کے لیے علیحدہ ملک قائم کرنے کا شرف ضرور عطا کرے گا۔ میں نے اپنے تمام مریدوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ ہر بات اور ہر حال میں محمد علی جناح کی حمایت کریں۔“

مولانا تھانوی نے جناح کی زوردار حمایت کیوں کی؟ مولانا کے بھتیجے مولانا ظفر احمد عثمانی نے اس کی وضاحت کی۔ بقول ان کے، ایک صبح مولانا اشرف علی تھانوی نے انہیں بلا کر کہا:

”مجھے خواب کبھی کبھار ہی آتے ہیں، لیکن گزشتہ شب مجھے ایک عجیب و غریب خواب آیا۔ مجھے ایک عظیم انبوہ نظر آیا۔ یوں لگا جیسے یہ یوم حشر ہے۔ اس ہجوم میں بزرگانِ دین، دانش ور اور پرہیزگار حضرات کرسیوں پر فروکش ہیں۔ محمد علی جناح عربی لباس میں ملبوس ان حضرات کے ہمراہ ہیں۔ میرے ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ یہ اس گروہ میں کیسے شامل ہیں! مجھے یہ آگاہی دی گئی کہ محمد علی جناح عین اس وقت اسلام کی عظیم خدمت بجلا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے یہ مرتبہ عنایت کیا گیا ہے!“

4 جولائی 1943ء کو مولانا تھانوی نے مولانا ظفر احمد عثمانی اور مولانا شبیر

احمد عثمانی کو طلب فرمایا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو کہا:

”مجھے کشف ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ محمد علی جناح کو کامیابی عطا کرے گا۔ 1940ء کی قرارداد پاکستان کا مرانی سے ہم کنار ہوگی۔ میرے دن گئے جا چکے ہیں۔ اگر میں زندہ رہتا تو یقیناً ہاتھ بٹاتا۔ اللہ تعالیٰ کی یہ مرضی ہے کہ مسلمانوں کو ایک علیحدہ ریاست نصیب ہو۔ آپ سے جو بھی بن پڑے، قیام پاکستان کے لیے کریں۔ اپنے مریدین کو بھی ایسا ہی کرنے کے لیے کہیں۔ تم میں سے ایک عثمانی میری نماز جنازہ پڑھائے گا اور دوسرا محمد علی جناح کی نماز جنازہ کی امامت کرے گا!“

مولانا تھانوی کی نماز جنازہ والی پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔

ایک پُر تا شیر منظر

مولانا حسرت موہانی (1857ء---1951ء) جو ایک ممتاز دانش ور، اسلام کے عظیم خادم اور محمد علی جناح کے ساتھی تھے، قائد اعظم کی مشغولیت دعا کے ایک ناقابل فراموش مشاہدہ کو یوں بیان کرتے ہیں:

”ایک دن میں نے جناح صاحب کے بنگلہ پر ایک ضروری کام سے علی السحر حاضری دی اور ان کے ذاتی خدمت گار کو انہیں مطلع کرنے کے لیے کہا۔ اس نے جواب دیا: ”براہ مہربانی انتظار فرمائیں۔ اس وقت کسی کو بھی ان کے کمرہ میں جانے کی اجازت نہیں۔ وہ خود ہی تھوڑی دیر میں باہر تشریف لے آئیں گے۔“ میرا کام بے حد اہم تھا۔ لہذا میں خدمت گار کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اندر داخل ہو گیا۔ پہلے ایک کمرہ میں گیا، پھر دوسرے میں داخل ہوا۔ عین اس وقت ملحقہ کمرے سے مجھے کسی کے بولنے اور سسکیاں بھرنے کی آواز آئی۔ یہ جناح صاحب کی آواز تھی۔ مارے تشویش کے میں نے آہستہ سے پردہ سرکایا۔ مجھے جناح صاحب سجدہ میں گرے نظر آئے۔ وہ اللہ کے حضور التجا کر رہے تھے۔ میں خاموشی سے واپس مڑا۔ دوستو! اب میں جب بھی کبھی جناح صاحب کے بنگلے پر حاضری دیتا ہوں اور خدمت گار کہتا ہے کہ وہ اندر موجود ہیں تو میری چشم نظارہ اس منظر کو فوراً دہرا دیتی ہے کہ جناح صاحب سجدہ میں گرے آہ وزاری کر رہے ہیں۔“

اسلام کے لیے جوش و جذبہ

قائد اعظم کے گہرے اور وسیع دینی علم اور ان کے عمل میں اسلام کا عکس دیکھنے کے بارے میں جو حکایات زبان زد عام ہیں ان میں سے ایک ان کے اے ڈی سی فلائٹ لیفٹیننٹ عطار بانی نے اپنی یادداشتوں میں محفوظ کر لی۔ وہ بیان کرتے ہیں:

”منگل 18 اگست 1947ء کو عید الفطر تھی۔ یہ پاکستان کے مسلمانوں کی پہلی عید تھی۔ قائد اعظم صبح ہی صبح تیار ہو گئے اور جب میں پہنچا تو وہ سیڑھیاں اتر رہے تھے۔ انہوں نے کہا: ”میں جلد تیار ہو گیا۔ ہمیں دیر نہیں کرنا چاہیے!“ وہ خوش گوار موڈ میں تھے، بالکل جیسے نوجوانوں کو عید گاہ جاتے ہم دیکھتے ہیں۔ وہ چستی سے کار کی جانب بڑھے اور ہم دونوں بندر روڈ پر واقع عید گاہ کی جانب روانہ ہوئے تاکہ وہاں عید کی نماز ادا کریں۔ میری یہ خوش قسمتی تھی کہ میں جناح صاحب کے ہمراہ تھا جبکہ وہ خوش گوار اور بے فکری کے موڈ میں تھے۔

اس روز مجھے اس عظیم شخصیت کے ایک اور پہلو کا مشاہدہ کرنے کا موقع ملا تھا کیونکہ اب تک تو ہم نے انہیں بطور ایک راہنما، سیاست دان، قانون ساز، وکیل، خوش پوش اور خوش اطوار مغربی طرز زندگی والے انسان کے طور پر ہی دیکھا تھا۔“

☆.....☆.....☆

مشعلِ راہ

قائد اعظم کا کردار

فیصل بخاری

قائد اعظم کے کردار کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ ان کی تحریر و تقریر اور عمل میں مکمل ہم آہنگی تھی۔ وہ ہر مسئلے پر خوب غور و فکر کرتے اور جب کسی فیصلے پر پہنچ جاتے تو پھر اس پر چٹان کی طرح ڈٹ جاتے۔ ان کے لیے اصولوں پر سمجھوتا تقریباً ناممکن تھا۔ مشہور برطانوی مدیر سٹیفن ڈ کرپس نے لکھا ہے:

”مسٹر جناح ان لوگوں میں سے تھے جو اپنے اصولوں میں کسی قسم کی نرمی برداشت نہیں کر سکتے۔ جس سختی سے وہ اپنے نظریے پر قائم تھے اس سے ہندوستانی مسلمانوں کے مستقبل کے بارے میں ان کی غیر معمولی احتیاط کا پتہ چلتا ہے۔ وہ تہ دل سے ملک کے دور دراز گوشوں میں پھیلی ہوئی اس اقلیت کے لیے مکمل سیاسی تحفظ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے حالات کی ہر دعوت مقابلہ کو منظور کیا اور اپنی قوم کو آزادی کی منزل تک پہنچا کے رہے۔ جرات اور استقلال ان کے کردار اور شخصیت کا امتیاز تھا۔“

اسی طرح دہلی کے کانگریسی روزنامہ ”ہندوستان ٹائمز“ کے ایک ادارے کا یہ اقتباس بھی قابل توجہ ہے:

”تسلیم کرنا پڑے گا کہ ان کے عزم صمیم کے سامنے حقائق مٹ گئے اور ایک خواب حقیقت کی شکل میں مجسم ہو کر دنیا کے سامنے آ

گیا۔ وہ اپنے ارادے کے پکے اور پُر خلوص نیت کے مالک تھے۔ تاریخ انہیں ہرگز فراموش نہیں کر سکتی کیونکہ انہوں نے تاریخ بنائی ہے۔“

قائد اعظم کے بلند کردار کے سبھی قائل تھے۔ یقین محکم، جرأت و بے باکی، صدق و دیانت، اُن تھک محنت، قوت برداشت اور ایثار و خلوص وہ خصوصیات تھیں جن کی بنا پر ان کی شخصیت شروع ہی سے مرعوب کن بن گئی تھی۔ شاید اسی لیے ان کا بڑے سے بڑا حریف بھی ان سے بات کرتے جھجکتا تھا۔

سر آغا خاں نے اپنی Memoir میں لکھا ہے:

”میں اپنی زندگی میں چرچل، لائیڈ جارج، موسلینی اور گاندھی ایسے بڑے بڑے سیاسی قائدین سے ملا ہوں لیکن میں نے جناح کو ان سب سے زیادہ اہم پایا۔“

بیورلی نکٹر نے Verdict on India میں انہیں ”ایشیا کی سب سے زیادہ قابل توجہ شخصیت“ قرار دیتے ہوئے لکھا:

”دس کروڑ مسلمان ان کے حکم کے علاوہ کسی اور کا حکم ماننے کے لیے تیار نہیں۔ وہ صحیح معنوں میں اپنے عوام کے قائد تھے۔ برصغیر کے مسلمانوں کی تاریخ میں قائد اعظم سے زیادہ کسی رہنما کو عوام نے اپنی عقیدت اور اطاعت کا مرجع نہیں بنایا حالانکہ بظاہر ان میں عوامی لیڈروں والی کوئی بات نہ تھی۔ وہ کبھی قید نہیں ہوئے، انہوں نے زہد و تقویٰ کا دعویٰ نہیں کیا، عوامی بہروپ نہیں بھرا،

اسلام نمائی کو اپنا شعار نہیں بنایا، تعلیٰ اور ظاہری انکسار سے کام نہیں لیا۔ تاہم یہ ان کے کردار کی بلندی اور پاکیزگی تھی کہ مسلم عوام محض ان کے ایک ارشاد پر اپنا سب کچھ قربان کرنے پر آمادہ ہو گئے اور وہ بھی ایسے حالات میں کہ سیاست کے تمام کہنہ مشق

کھلاڑی ان کے مخالف تھے۔“

یہ محض قائد اعظم کا خلوص، استقلال اور تدبر تھا کہ برطانیہ کا استبداد، کانگریس کا جاہ و جلال، ہندوؤں کی دولت، قوم پرست مسلمانوں کی سیاست اور اپنے عوام کی بے نظمی اور پس ماندگی غرض کہ کوئی بات بھی ان کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکی۔

بقول محترمہ فاطمہ جناح:

”قائد اعظم نے زندگی کے تمام معرکے عزم راسخ، عالی حوصلگی اور پامردی کے ساتھ تنہا سر کیے۔ وہ جس بات کو صحیح سمجھتے تھے، اس سے ان کے والہانہ لگاؤ کو کم فہم لوگ ضد تصور کرتے تھے۔ ان کے عزم میں اس قدر بلندی تھی کہ وہ اپنے غم تک میں کسی دوسرے کو شریک کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے تمام مصائب و آلام کا صبر و سکون اور تحمل و حوصلہ سے مقابلہ کیا۔“

دنیا کی تاریخ میں بہت کم انسان یہ فخر کر سکتے ہیں کہ وہ ذاتی کوشش سے ایک نئے ملک کے بانی بنے ہوں۔ قائد اعظم ایسی حالت میں بانی بنے جب ایک دنیا ان کے خلاف تھی۔ وہ تنہا، مردانہ وار لڑے اور اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے!

☆.....☆.....☆

”..... کیوں کہ وہ نہ شاعر ہے نہ ادیب“

قدرت اللہ شہاب

ایک روز میری قالین خریدنے کے معاملے پر بیگم سے تکرار ہو گئی۔ میں سفید قالین خریدنا چاہتا تھا جب کہ بیگم عفت کو اس پر اعتراض تھا۔ عفت استانی کی طرح مجھے سمجھانے لگی:

”ہمارے ہاں ابن انشا آتا ہے اور پھسکڑا مار کر فرش پر بیٹھ جاتا ہے۔ ایک طرف مالٹے، دوسری طرف گنڈیریوں کا ڈھیر۔ جمیل الدین عالی آتا ہے تو فرش پر لیٹ جاتا ہے۔ سگریٹ پر سگریٹ پی کر ان کی راکھ اپنے ارد گرد قالین پر بکھیر دیتا ہے، ایش ٹرے میں نہیں ڈالتا۔ ممتاز مفتی ایک ہاتھ میں کھلے پان، دوسرے میں زردے کی پڑیا لے آتا ہے۔ اشفاق احمد قالین پر اخبار بچھا کر تریبوز چیرنا پھاڑنا شروع کر دیتا ہے۔ ملتان سے ایثار راہی آم اور ربوزے لے کر آئے گا۔ ڈھا کا سے جسیم الدین کیلے اور رس گلے کی ٹیکتی ہوئی پیٹی لے آئے گا۔ وہ یہ سب تحفے بڑے تپاک سے قالین پر سجا دیتے ہیں۔ سال میں کئی بار سید ممتاز حسین، بی اے ساٹھ سال کی عمر میں ایم اے انگلش کی تیاری کرنے آتا ہے تو قالین پر فاؤنٹین پین چھڑک چھڑک کر اپنی پڑھائی کرتا ہے۔ صرف ایک راجہ شفیع ہے کہ جب کبھی مکئی کی روٹی اور ساگ، مکھن گاؤں سے لاتا ہے تو آتے ہی قالین پر نہیں اٹھیلتا بلکہ قرینے سے باورچی خانے میں رکھ دیتا ہے کیوں کہ وہ نہ شاعر ہے نہ ادیب، بلکہ ہمارے دوستوں کا دوست ہے۔“

عفت کی بات بالکل سچ تھی۔ لہذا ہم نے صلح کر لی اور ایک میل خوردہ رنگ کا قالین خرید لیا۔

(انتخاب: عزمہ عدنان)

☆.....☆.....☆

ایک مجاہد کی ڈائری

محمد ابراہیم

اس نے پرس میز پر رکھا اور ڈائری کھول کر پڑھنے لگا۔ صفحوں پر جا بجا خون کے دھبے لگے ہوئے تھے۔ یکم دسمبر کا صفحہ سامنے آیا۔ اس نے پڑھنا شروع کیا۔ لکھا تھا:

”آج عجیب واقعہ پیش آیا۔ ایک لڑکا، جس کی عمر 16 سال کے قریب تھی، میرے دفتر میں آیا۔ وقاص نامی یہ ڈبلا پتلا لڑکا بالکل بے خوف نظر آ رہا تھا۔ اس نے آتے ہی بغیر کسی تمہید سے کہا: میجر صاحب! میرے والد کو گرفتار کر لیجیے۔ وہ غدار ہے! ”تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ غدار ہے؟“ میں نے خشک لہجے میں پوچھا۔

وہ کچھ دیر خاموش رہا، جیسے سوچ رہا ہو کہ بات کہاں سے شروع کی جائے۔ وہ میری آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ پھر بولا:

”ہم دوستوں نے ایک تنظیم بنائی ہے۔ سب نے آپس میں عہد کیا ہے کہ ہم پاکستان اور اسلام کے دشمنوں کو بے نقاب کریں گے۔ ہم چوری چھپے مشکوک لوگوں پر نظر رکھتے ہیں۔ مجھے اپنے والد پر بھی شک تھا۔ وہ ہمیشہ پاکستان کے خلاف بات کرتے تھے۔ کل رات میں نے خود انہیں مکتی بہنی کے لوگوں کے ساتھ یہ منصوبہ بناتے سنا تھا کہ وہ کومیلا کے نواح میں ایک فوجی قافلے پر گھات لگا کر حملہ کریں گے۔“

میں کانپ گیا، کیونکہ واقعی آج شام کے وقت کومیلا شہر کے ایک گاؤں میں ہماری فوج کے ایک قافلے نے گزرنا تھا۔ لیکن میں نے اس بچے سے کہا:

”تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے باپ کو اس جرم کی سزا کیا ملے گی؟“

”مجھے معلوم ہے میجر صاحب۔ وطن کے غداروں کی سزا موت ہی ہو سکتی ہے۔“

”تو پھر تمہیں اپنے باپ کو موت کے حوالے کرتے ہوئے کوئی افسوس نہیں ہو رہا ہے؟“ میں نے حیرت سے پوچھا۔

”افسوس تو بہت ہوگا جناب لیکن میں صرف مطیع الرحمن ہی کا بیٹا نہیں ہوں۔ میں اسلام اور پاکستان کا بھی بیٹا ہوں۔ ایک بیٹے کے باپ کو یہ اجازت نہیں کہ وہ وطن کے تمام بیٹوں اور ان کے والدین سے غداری کرے۔“

وقاص کے کہنے کے مطابق شام کو راستے میں اسی جگہ فوج کے قافلے پر چھاپہ مارا گیا، لیکن فوج بے خبر نہیں تھی۔ چنانچہ ان تمام چھاپہ ماروں کو گھیر لیا گیا۔ ان میں دو بھارتی جاسوس بھی تھے، باقی لوگ مکتی بہنی کے تھے۔ جو لوگ مقابلے میں مارے گئے، ان میں وقاص کا باپ بھی شامل تھا۔ لیکن اپنے باپ کی موت پر اس لڑکے نے جس ایمانی جذبے کا مظاہرہ کیا، میں وہ ساری زندگی نہیں بھول سکتا۔

اس کے بعد ڈائری کا صفحہ ختم ہو گیا۔ اگلے صفحے پر تین چار جملے درج تھے:

”وقاص اور اس کے ساتھی دراصل البدر نامی تنظیم کے ارکان نکلے۔ یہ تنظیم پورے ملک میں پاک فوج کی مدد کر رہی ہے۔ اب تو فوج نے ان کی افادیت کو تسلیم کر لیا ہے اور ان کی رہنمائی بھی کی جا رہی ہے۔ وقاص کے ذریعے ہم عنقریب اور لوگوں پر بھی ہاتھ ڈال رہے ہیں۔ مصروفیت بڑھ رہی ہے۔ ڈائری لکھنے کو بہت کم وقت ملتا ہے۔“

اس نے بے صبری سے اگلا صفحہ اُلٹا۔ یہ صفحہ خالی تھا۔ پھر آگے کے تین چار صفحے خالی تھے۔ تیرہ دسمبر کی تاریخ پر بڑی جلدی میں یہ جملے لکھے ہوئے تھے:

”معلوم نہیں پاکستانی قوم کو کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے۔ ہمیں بار بار کے مطالبے پر بھی مغربی پاکستان سے کوئی مدد نہیں مل رہی۔ ہماری فوج کے افسر سخت پریشان

ہیں۔ انہیں لڑنے کی اجازت نہیں دی جا رہی۔ میں یہ سب کچھ برداشت نہیں کر سکتا۔“

چودہ دسمبر کے صفحے پر بڑے بڑے حروف میں یہ لکھا تھا۔

”ہمیں ہتھیار ڈالنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ ہمیں بغیر لڑے مرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ ہم اب بھی اس پوزیشن میں ہیں کہ کئی مہینوں تک لڑ سکتے ہیں، لیکن پھر بھی ہمیں ہتھیار ڈالنے کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ معلوم نہیں پاکستان کے حکمرانوں کو کیا ہو گیا ہے۔ وہ اپنی کرسی کی خاطر اس ملک کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ بلاشبہ ایک فوجی افسر کا پہلا فرض حکم ماننا ہی ہوتا ہے لیکن میں ہتھیار ڈالنے کا حکم ہرگز نہیں مانوں گا۔ میں اس وقت تک لڑوں گا جب تک میرے جسم میں خون کا آخری قطرہ موجود ہے۔ یہی اسلام کا حکم ہے اور یہی ہمارے قائد اعظم کا فرمان ہے۔ میں اپنے آفسرز کی حکم عدولی کر سکتا ہوں لیکن اپنے مذہب کا باغی نہیں کہلا سکتا۔“

پندرہ دسمبر کے صفحے پر اگرچہ کافی باتیں لکھی ہوئی تھیں، لیکن اس پر جا بجا دھبے لگے تھے۔ لگتا تھا کہ ڈائری لکھنے والے کی آنکھوں سے آنسو بھی جاری تھے۔ وہ بے چینی سے یہ صفحہ پڑھنے لگا، لیکن پڑھتے وقت اس کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے۔

”فیصلے کے دن کا وقت آن پہنچا۔ جنرل اے کے نیازی نے ہتھیار ڈالنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ آج پاکستانی فوج پر بدنامی کا وہ داغ لگانے کا فیصلہ کیا گیا ہے جس کو دھونے کی معلوم نہیں اسے مہلت ملے یا نہ ملے۔ اس پوری جنگ میں مجھے معلوم نہیں کہ ہماری فوج کو کسی میدان جنگ میں شکست دی گئی ہو۔ ہر جگہ یہی ہوا کہ ہمارے جوان بھارتی فوج کا راستہ روکے ہوئے تھے تو اوپر سے حکم آ گیا کہ اپنی پوزیشن سے پیچھے ہٹ آؤ۔ ہم پر بھارتی فوج نے کسی بھی جگہ کامیاب چھاپہ نہیں مارا۔ بھارتی فوج نے یہ جنگ غداروں کے ذریعے جیتی ہے۔ اس نے مکتی بہنی کے ذریعے سے

ہماری کمر میں چھرا گھونپا ہے۔ دشمن تو ایسا کرتا ہی ہے، مجھے تو اپنوں سے شکایت ہے۔ اگر کتنی باہنی جیسے غدار یہاں موجود تھے تو ہمارے پاس البدرا اور الشمس کی شکل میں اسلام پسند نوجوان بھی تو تھے۔ اگر ہماری حکومت بنگالیوں کی شکایات پر ہمدردی سے غور کرتی تو ان کی ایک بڑی تعداد مغربی پاکستان سے متفرق نہ ہوتی۔ اگر بنگالیوں سے سختی کے بجائے محبت اور نرمی کا سلوک کیا جاتا تو وہ کتنی باہنی کی حمایت نہ کرتے۔ آج ہتھیار ڈالنے کے روح فرسا اور بھیا تک فیصلے کی گھڑی نہ آتی۔

اے میرے مولا! آج ایک اور بغداد کا سقوط ہو رہا ہے۔ آج پھر بیت المقدس پر قبضے کی تاریخ دہرائی جائے گی۔ قومی رہنماؤں کی غداری اور نااہلی کی سزا ان کی قوم کو بھی ملا کرتی ہے۔ آج ہندو مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنا کر نعرے لگائے گا کہ ہم نے جناح کے دو قومی نظریے کی دھجیاں بکھیر دیں۔ اے خدا! مجھے یہ دن نہ دکھانا۔

میں ہتھیار نہیں ڈالوں گا۔ اے خدا! گواہ رہنا، میں تیرے رستے سے نہیں ہٹوں گا۔ میں تیرے دشمنوں کے سامنے سر نہیں جھکاؤں گا۔ میں 16 دسمبر کے سورج کو طلوع نہیں ہونے دوں گا۔ میں ڈھا کا میں بھارتی فوجوں کو داخل نہیں ہونے دوں گا۔“

یہ ڈائری پر لکھے گئے آخری الفاظ تھے۔ اس نے بھیگی آنکھوں سے ڈائری کو میز پر رکھ دیا۔ یہ میجر شبیر کی ڈائری تھی جو اسے اس کے جسد خاکی کے ساتھ ملی تھی۔ بھارتی فوج نے میجر شبیر کی میت اس پیغام کے ساتھ پاکستان بھجوائی کہ ہم اپنے اس بہادر دشمن کی قدر کرتے ہیں!

☆.....☆.....☆

حالات حاضرہ

صدر اردوان اور اہل مغرب

انتخاب: ڈاکٹر آمنہ خواجہ

☆ مغرب ترکی کے صدر اردوان سے کیوں خائف ہے اس کے باوجود کہ وہ اپنے ملک میں نفاذ شریعت کا علم بردار نہیں؟ وہ کسی دینی جماعت کا سربراہ نہیں اور نہ خود عالم دین ہے؟

☆ تمام مسلم ممالک کے دین دار لوگ اس سے کیوں محبت کرتے ہیں اور اس کی کامیابی پر کیوں خوش ہیں جب کہ اس کی صورت حال وہ ہے جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا؟

ان سوالوں کا جواب یہ ہے کہ وہ عالم اسلام کا واحد حکمران ہے جو مغرب کی چالوں اور ان سازشوں کو سمجھتا ہے اور انہیں ناکام بنانے کے لیے کچھ کر گزرنے کا حوصلہ رکھتا ہے۔ وہ دل سے عالم اسلام کے اتحاد کا داعی ہے۔ وہ امت کی نشاۃ ثانیہ اور ترکی کی عظمت گم گشتہ کی واپسی کے لیے پُر عزم ہے۔

مغرب اس لیے بھی اس کی ناکامی کا خواہاں ہے کیونکہ معاہدہ لوزان کی سو سالہ مدت 2023ء میں ختم ہو رہی ہے۔ اس معاہدے کی رو سے جو بہت سی پابندیاں مغربی قوتوں نے اس وقت ترکی پر لگائی تھیں، اردوان نے اعلان کیا ہے کہ وہ ان پابندیوں کے خاتمے کی مدت پر نئی پالیسیاں وضع کرے گا۔ ان میں سے چند نمایاں یہ ہیں:

☆ وہ بحر اسود اور بحر متوسط کو ملانے والی آبنائے باسفورس سے گزرنے والے جہازوں پر نہ صرف ٹیکس لگا سکے گا بلکہ ان سمندروں کو ملانے والی نئی نہر بھی

نکالے گا جو اس کی قومی آمدنی میں بیش بہا اضافے کا سبب بنے گی۔

☆ وہ پٹرول کے کنوئیں کھدوا سکے گا۔

☆ وہ بعض ملحقہ علاقوں پر اپنا حق جتا سکے گا۔

☆ سب سے بڑھ کر یہ کہ ملک کے آئین کی سیکولر حیثیت کو ختم کر سکے گا جو ترکی

میں نفاذ شریعت کی راہ میں بنیادی رکاوٹ ہے۔

دراصل معاہدہ لوزان ہی کی رو سے ترکی نے خلافت کے خاتمے کا اعلان کیا

تھا۔ اگرچہ اردوان نے احیائے خلافت کے لیے کسی منصوبے کا اعلان نہیں کیا

لیکن خلافت عثمانیہ کی مدح و ثناء اور احیاء کے لیے ترکی میں کام زور شور سے ہو رہا

ہے۔ عملاً امت مسلمہ کے لیے اردوان نے وہ کردار ادا کرنا شروع کر دیا ہے جو

خلافت عثمانیہ کا تھا جیسے مظلوم فلسطینیوں کی مدد، روہنگیا مسلمانوں کی اعانت،

افریقہ کے مظلوم مسلمانوں کی نصرت، مصر و شام میں مظلوم دینی لوگوں کی حمایت،

پاکستان کی تائید، او آئی سی کو فعال بنانے کی کوششیں۔

(بشکریہ: ”البرہان“ لاہور)

☆.....☆.....☆

دنیا میں ہم بہت سے رشتوں سے محبت کرتے ہیں۔ ماں باپ، بہن بھائی،

دوست احباب کے علاوہ اور بھی بہت سے رشتے ناتے ہوتے ہیں۔ تاہم ایک

تعلق ایسا ہے کہ جیسے ہی یاد آتا ہے تو سب کی نگاہیں ادب سے جھک جاتی ہیں

اور زبان سے بے اختیار درود و سلام جاری ہو جاتا ہے۔ اس عظیم اور مقدس

ہستی کا حق ہے کہ ان کی زندگی سے جڑی ہر بات ہمارے علم میں ہو۔ سیرت

رسول کے مطالعے کو اپنے معمولات زندگی میں شامل کیجیے۔

بزم اقبال

ابلیس کی مجلس شوریٰ

(گزشتہ سے پیوستہ)

اسرار زیدی

تیسرا مشیر

☆ روحِ سلطانی رہے باقی تو پھر کیا اضطراب

ہے مگر کیا اس یہودی کی شرارت کا جواب؟

پہلے مشیر سے جمہوری نظام کی وضاحت سن کر ایک اور رکن کہتا ہے کہ اگر

جمہوری نظام شاہی نظام سے بدتر اور چنگیز کی بربریت سے زیادہ سیاہ ہے تو ہمیں

بے چین ہونے کی واقعی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ ایک یہودی کارل مارکس نے

دنیا کو اشتراکی نظام دے کر ہمارے خلاف جو شرارت کی ہے، اس کا تمہارے

پاس کیا جواب ہے!

☆ وہ کلیم بے تجلی! وہ مسیح بے صلیب!

پینچبر ولیکن در بغل دارد کتاب!

یہ وہ یہودی ہے جس کو جمہوری اور شاہی نظام میں جکڑے ہوئے لوگ

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا درجہ دیتے ہیں۔ جس طرح

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے بچایا تھا اور حضرت

عیسیٰ علیہ السلام نے غریبوں کو سینے سے لگایا تھا اسی طرح یہ یہودی بھی اپنے

اشتراکی نظام کے ذریعے بے کسوں کو شاہی اور جمہوری نظام کے فرعونوں سے بچا

کر خود ان کو حکمران بننے کا طریقہ بتاتا ہے۔ تاہم فرق یہ ہے کہ حضرت موسیٰ خدا

کی تجلی کا مشاہدہ کرتے اور اس سے باتیں کرتے تھے لیکن یہ یہودی خدا کا انکار

کرتا ہے۔ حضرت عیسیٰ کی طرح یہ بھی غریبوں کو سر بلند ہونے کا طریقہ بتاتا ہے لیکن یہ سولی پر نہیں چڑھایا گیا۔ تیسرا اور واضح فرق یہ ہے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ پر تو آسمانی کتابیں اتری تھیں لیکن یہ یہودی پیغمبر نہ ہونے کے باوجود بھی ایک کتاب رکھتا ہے۔ یہ اگرچہ اس کی اپنی تصنیف ہے لیکن مزدور اور کسان طبقہ اس کتاب کی تکریم مذہبی کتابوں کی طرح کرتا ہے۔

☆ کیا بتاؤں کیا ہے کافر کی نگاہ پر وہ سوز

مشرق و مغرب کی قوموں کے لیے یومِ حساب

ابلیسی نظام کا انکار کرنے والے اس یہودی کی نگاہ نے ملکیت اور جمہوریت پر پڑے ہوئے پردوں کے پیچھے چھپی اصل خرابی کو دیکھ لیا اور خود اپنی طرف سے ایک نظامِ حیات دیا۔ یوں مشرق اور مغرب کے پسے ہوئے لوگ اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے اس طرح جاگ اٹھے جیسے قیامت کے روز مردے جاگ اٹھیں گے۔

☆ اس کے بڑھ کر اور کیا ہو گا طبیعت کا فساد

توڑ دی بندوں نے آقاؤں کے خیموں کی طناب

یہاں اس اشتراکی انقلاب کی طرف اشارہ ہے جس کے ذریعے عوام نے لینن کی قیادت میں زار روس کی حکومت کا تختہ الٹ دیا اور تمام ذرائع معیشت کو مزدوروں اور کسانوں کی بنائی ہوئی حکومت کے قبضے میں کر دیا تھا۔ شیطان کا مشیر اسے عوام کے مزاج میں پیدا ہونے والا فساد کہتا ہے اور شیطانی حکومت کے لیے چیلنج قرار دیتا ہے۔

چوتھا مشیر

☆ توڑ اُس کا رومۃ الکبریٰ کے ایوانوں میں دیکھ

آل سیزر کو دکھایا ہم نے پھر سیزر کا خواب

چوتھا مشیر کہتا ہے کہ اشتراکی نظام سے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اس کو روکنے کے لیے ہم نے اٹلی میں مسولینی کو پیدا کر دیا ہے، جس نے فاشٹ نظام نافذ کر کے اشتراکی نظام کا راستہ روک دیا ہے۔ فاشٹزم میں سارے اختیارات ایک شخص کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔ اٹلی جو کبھی رومن سلطنت کا مرکز تھا، اب اس کے محلات میں مسولینی موجود ہے۔ اس نے رومن ہیروسیزر کی اولاد یعنی اہل اطالیہ کو یہ خواب دکھایا کہ میرے نظام کے ذریعے اٹلی دوبارہ اپنی عظیم الشان حیثیت حاصل کر سکتا ہے۔ قدیم رومن سلطنت قبل از مسیح یورپ، ایشیا اور افریقہ کے وسیع علاقوں پر مشتمل تھی جو اسلامی عہد تک کافی سمٹ چکی تھی۔ اس رہی سہی سلطنت کو مسلمانوں نے ختم کر دیا۔

☆ کون بحر روم کی موجوں سے ہے لپٹا ہوا

گاہ بالڈ چوں صنوبر، گاہ نالد چوں رباب

مسولینی بحیرہ روم کی تسخیر کے لیے اپنی قوم کے سامنے ولولہ انگیز تقاریر کے ذریعے کبھی ان کو (بلند حوصلہ عطا کر کے) صنوبر کے درخت کی مانند کھڑا کر دیتا ہے اور کبھی رباب کی مانند خود رو کر اور ان کو زلا کر کھوئی ہوئی عظمت بحال کرنے کا ولولہ پیدا کر رہا ہے۔

مسولینی نے دوسری جنگ عظیم (1939ء تا 1945ء) سے پہلے افریقہ کے ممالک حبشہ، ایریٹریا، طرابلس وغیرہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ دوسری جنگ عظیم کے شروع ہی میں مسولینی کو اتحادیوں نے زبردست شکست دی، جس کے بعد یہ ممالک اس کے تسلط سے نکل گئے۔

☆.....☆.....☆

کچھ دعا کے بارے میں!

جعفر محمود مدنی

عام دیکھنے کو ملتا ہے کہ لوگ ایک دوسرے کو دعاؤں کی درخواست کرتے ہیں۔ کوئی حج و عمرہ کے لیے جا رہا ہو تو اسے دعا کی درخواست کی جاتی ہے۔ راستے میں چلتے کسی نمازی شخص سے ملاقات ہو جائے تو درخواست کی جاتی ہے نماز کے بعد میرے لیے دعا کیجیے گا۔

ایک دوسرے سے دعا کروانے میں کوئی حرج نہیں، مگر صاحب بصیرت علماء کہتے ہیں کہ دعائیں کروائی نہیں بلکہ دعائیں لی جاتی ہیں۔ یعنی آپ دوسروں کے ساتھ برتاؤ ایسا کریں کہ ان کے دل سے آپ کے لیے دعائیں نکلیں۔

دوسروں کے لیے دعا کرنا درحقیقت اپنے لیے ہی دعا کرنا ہے۔ اگر آپ کو کوئی دعا کی درخواست کرتا ہے تو دعا کرنے میں بخل سے کام نہیں لینا چاہیے، اس کا ضرور اہتمام کرنا چاہیے۔ پوری خلوص نیت کے ساتھ دعا کرنی چاہیے۔ اس ضمن میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

”جو اپنے مسلمان بھائی کے لیے اس کی عدم موجودگی میں دعا کرتا ہے تو وہاں موجود فرشتہ اس کے لیے دعا کرتا ہے کہ اللہ تجھے بھی وہ کچھ عطا کرے جس کا تو نے اپنے بھائی کے لیے سوال کیا ہے۔“

☆.....☆.....☆

خدا مہربان تو جگ مہربان

محمد ساجد خان

ہماری ریڈی میڈ کپڑوں کی دکان ہے۔ مارکیٹ میں گاہوں کی ریل پیل رہتی تھی مگر ہماری دکان میں اکا دکا گاہک ہی داخل ہوتے تھے۔ اکثر سارا دن فارغ بیٹھ کر آ جاتے۔ ہر طرح کی ورائٹی رکھ کر دیکھ لی، ریٹ دوسروں سے کم رکھا، سیل بھی لگائی، مگر مسئلہ جوں کا توں ہی رہا۔ آمدنی سے زیادہ اخراجات ہو رہے تھے۔ ایسے میں گھریلو معاملات خوش اسلوبی سے کیسے چل سکتے تھے! چنانچہ ہر وقت گھر میں ٹینشن رہنے لگی۔

بڑے بھائی جان نے کسی سے بات کی تو اس نے کہا کہ ضرور کسی نے کچھ کروا رکھا ہے تاکہ آپ کا کام نہ چلے۔ ایک دن بھائی کسی عامل کے پاس جا پہنچے۔ اس نے کہا آپ کے رشتہ داروں نے کاروبار پر بندش کر رکھی ہے، آپ صدقے کے پیسے دو میں عمل کروں گا جس سے آپ کا کاروبار کھل جائے گا۔

بھائی نے گھر آ کر والدہ کو سب بات بتائی۔ والدہ نے کہا: ”تم وہم نہ پالو، رازق تو اللہ ہے۔ انسان کے اختیار میں نہیں کہ کسی کا رزق بند کر سکے۔ رہ گئی بات صدقے کی تو صدقہ تو کہیں بھی کسی کو بھی دیا جاسکتا ہے۔ دوبارہ ایسے شخص کے پاس مت جانا۔“

اس بات کو کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ ایک دن ابا کسی نو عمر لڑکے کو گھرائے اور بیٹھک میں بٹھا دیا۔ کہنے لگے: ”یتیم لڑکا ہے۔ رشتہ داروں نے صرف رہنے کو

سہارا دے رکھا ہے۔ اپنا خرچ خود اٹھاتا ہے۔ دن بھر چوراہوں پر رومال بچتا ہے، اتنی آمدنی نہیں ہوتی کہ بازار سے کھانا کھا سکے۔ مسجد میں ملا تھا تو میں گھر لے آیا۔“ ابا نے اس کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا۔ بعد میں تلقین کی کہ روزانہ نماز مغرب اسی مسجد میں ادا کرنا اور مجھ سے ملتے رہنا۔ پھر روز کا معمول ہو گیا کہ وہ لڑکا ابا کے ساتھ آتا اور کھانا کھا کر ان سے باتیں کرتا رہتا۔ ابا کو بھی نیا دوست مل گیا۔ جو ہم خود کھاتے وہی اسے کھلاتے۔ جس رات وہ نہ آ پاتا، ابا فکر مند ہوتے۔ اس کے لیے بہت دعائیں کرتے رہتے۔ ہمیں تاکید کرتے رہتے کہ میرے بعد بھی اس بچے کا خیال رکھنا۔

شاید یہ اس یتیم کے سر پر ہاتھ رکھنے کا نتیجہ تھا کہ ہم پر رزق کے دروازے وسیع ہو گئے۔ ہمیں اندازہ ہی نہیں ہوا کہ کس طرح ہماری دکان میں گاہکوں کی آمد و رفت بڑھنے لگی اور اچھی آمدنی ہونے لگی۔ دن پر دن گزرتے گئے اور کاروبار بڑھتا گیا۔ آج صورت حال یہ ہے کہ دکان پر گاہکوں کا رش نہیں ٹوٹتا۔ ہم نے اس لڑکے کو بھی دکان پر ساتھ لگا رکھا ہے، معقول تنخواہ مقرر کر دی ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ تھوڑا عقل مند ہو جائے تو اس کو الگ دکان سیٹ کر دیں تاکہ ہماری نوکری کی بجائے اپنا کاروبار کر کے اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے۔

آپ سب بھی اپنے ارد گرد دیکھیں۔ کہیں کوئی بے سہارا، کوئی یتیم مسکین مدد کا منتظر ملے تو اس کے سر پر دست شفقت رکھیں۔ اس سے آپ کے گھر میں برکت رہے گی اور رزق کے دروازے بھی کھل جائیں گے۔

☆.....☆.....☆

تعلیم و تربیت

بچے کی فریاد

ڈاکٹر مسز کیواے اعوان

محترم اور پیارے امی ابو! میں ایک اچھا انسان، اچھا مسلمان اور اچھا پاکستانی بننا چاہتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ مجھے ایسا بنانے میں آپ پوری کوشش کریں گے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ:

- ☆ جب میں کوئی اچھا کام کروں تو مجھے شاباش دے کر حوصلہ افزائی کریں۔
- ☆ مجھ میں ایسی اچھی عادات پیدا کریں جو تاحیات میرے ساتھ رہیں۔
- ☆ نماز عشاء کے بعد مجھے جلدی سو جانے کا موقع دیں۔
- ☆ اس بات کا خیال رکھیں کہ کیبل، موبائل اور انٹرنیٹ میری اخلاقی اور جسمانی صحت خراب نہ کرنے پائیں۔
- ☆ جب بھی مجھ سے کوئی غلطی ہو جائے تو مجھے سب کے سامنے نہیں بلکہ تنہائی میں سمجھائیں۔
- ☆ مجھے نماز باقاعدگی سے پڑھنے کی عادت ڈالیں۔
- ☆ مجھے جنوں، بھوتوں کی کہانیوں کی بجائے بہادر لوگوں کی کہانیاں سنائیں۔
- ☆ مجھے اچھی کتابیں پڑھنے کو دیں۔
- ☆ آپ کی دیانت داری، مستقل مزاجی اور راست گوئی میری شخصیت کو مضبوط اور پُر اعتماد بنانے کے لیے ضروری ہے۔
- ☆ آپ کا میری باتوں کو غور سے سننا اس بات کی علامت ہے کہ آپ مجھ سے

واقعی محبت کرتے ہیں۔

- ☆ اپنے قیمتی وقت سے کچھ وقت میرے لیے ضرور نکالیں۔
- ☆ کھانے، پڑھنے، ہوم ورک اور کھیل کود کے لیے مجھے ٹائم ٹیبل بنا کر دیں۔
- ☆ میرے اساتذہ سے میری تربیت کی بابت رابطہ کریں۔
- ☆ ڈانٹ ڈپٹ کے بجائے مجھے اپنے اخلاق اور رعب سے کنٹرول کریں۔
- ☆ مجھے ہمیشہ میرے اصل اور مکمل نام سے پکاریں۔
- ☆ زندگی کی دوڑ میں مقابلہ کرنا سکھائیں۔
- ☆ میری ذہانت اچھے کاموں میں صرف کروائیں۔
- ☆ کیا یہ انصاف ہے کہ دوسروں کا غصہ مجھ پر نکالیں؟

☆.....☆.....☆

مطالعے کو فروغ دیجیے!

کتاب ایک ایسی شمع ہے جو ہر آن فروزاں رہتی ہے اور کبھی بھی مدہم نہیں ہوتی۔ کتاب علم کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ کتاب نئے خیالات سے روشناس کراتی ہے۔ کتاب دوسروں کے خیالات کو جاننے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ میں نے کتاب سے زیادہ مخلص دوست نہیں دیکھا۔

آئیے عزم کریں کہ ہم بھی اپنے گھروں میں کتابیں لائیں گے۔ انہیں خود بھی پڑھیں گے اور اپنے بچوں کو بھی یہ عادت ڈالیں گے۔

خدمت خلق

میڈیکل کیمپ کا انعقاد

پروفیسر محمد مزمل احسن شیخ

سفر وسیلہ ظفر ہے۔ اللہ کی رضا مقصود ہو اور انسانوں کی خدمت مطلوب ہو تو منزلیں آسان ہو ہی جاتی ہیں۔ الحمد للہ ماہ اکتوبر میں ایک جمعرات کی صبح مرکز ادارۃ الاصلاح البدر، بنگہ بلوچاں، پھول نگر کے علماء اور طلبہ سے ملاقات ہوئی۔ دوائیں دیں، دعائیں لیں۔ رات کے تربیتی پروگرام کے لیے فیصل آباد سے حافظ مسعود عالم تشریف لائے تھے۔ مختلف شہروں سے قرآن و سنت کے پروانے اکٹھے ہوئے۔ صلوٰۃ مغرب کے بعد شیخ محترم نے ایمان پر ور خطاب سے روحوں کو گرمادیا۔ بندہ عاجز نے بھی اصلاح معاشرہ کی طرف توجہ دلائی۔ پھر ادارہ کے سربراہ قاری صہیب احمد میر محمدی نے خطاب اور خطابت کا حق ادا کیا۔

جمعة المبارک کا خطبہ بھی جناب قاری صہیب احمد میر محمدی نے ارشاد فرما کر امت مسلمہ کو اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کی خوب خوب رہنمائی کی۔ بیرون شہروں سے بھی احباب کی آمد ہوئی۔ اصلاح امت کے لیے جماعتوں کی روانگی ہوئی۔ مہمانوں کی مہمان نوازی کا حق بھی ادا کیا گیا۔

اسی قیام کے دوران جناب ڈاکٹر آصف جاہ نے کیمپ لگانے کا عندیہ دیا۔ الحمد للہ، شدید ترین حادثے سے گزرنے کے باوجود ڈاکٹر صاحب موصوف چار ماہ کے بعد عملی زندگی کی طرف لوٹے تھے۔

کسٹم ہیلتھ کیئر سوسائٹی کے زیر اہتمام 15 کے لگ بھگ عملہ تشریف لایا۔ کنٹینر ادویات سے بھرا ہوا تھا۔ بہت عمدہ سماں تھا۔ طلبہ، علماء فیض پارہے تھے۔ قریبی ادارے کا گریڈ اسکول بھی فیض یاب ہوا۔ ہاسٹل میں عالما کے لیے لیڈی ڈاکٹر زچیک اپ کر رہی تھیں۔ چار گھنٹے میں 800 سے زیادہ مریض دیکھے گئے۔ ادویات کے علاوہ آنکھوں کے لیے ادویہ اور عینکیں بھی دی گئیں۔ ظہر، عصر کی باجماعت ادائیگی کے ساتھ کھانا بھی کھلایا گیا۔ ادارہ کے سرپرستوں سمیت سبھی شکر گزار اور دعا گو تھے۔

بندہ ایک ادنیٰ کارکن کی حیثیت سے محترم قاری صہیب احمد اور جناب ڈاکٹر آصف محمود جاہ کے سب رفقاء اور علماء و ڈاکٹرز کی انتہائی شکر گزار ہے اور دعا گو کہ یہ عمل اللہ کے ہاں ماجور ہو اور عند الناس مشکور ہو۔

☆.....☆.....☆

ایک حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ جس پر مہربان ہوتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔ دین کا سب سے پہلا اور اہم سبق یہ ہے کہ ہماری زندگی وقت، صلاحیت اور فرصت اللہ کی امانت ہے۔ جس شخص کو یہ احساس ہو جاتا ہے اس کا ہر لمحہ اللہ کی رضا، بندگی اور ایسے کاموں میں گزرتا ہے جس سے اللہ خوش ہو جائے۔ ایسے انسان کو ہر وقت یہ دھڑکا لگا رہتا ہے کہ مجھ سے کوئی ایسی خطا نہ ہو جائے جس کی وجہ سے اللہ کی رحمت سے دور ہو جاؤں!

صحت و تندرستی

ملاوٹیں کیسی کیسی!

محمد سلیم جباری

چند روپوں کے لیے انسانیت سے کھیلنے والے اس چیز کا بھی خیال نہیں کرتے کہ ان کے اس عمل سے لوگوں کی زندگیاں خطرے میں پڑ سکتی ہیں۔ پرانے زمانے میں دودھ میں صرف پانی ہی کی ملاوٹ ہوتی تھی لیکن اب تو پورے کا پورا دودھ ہی جعلی فروخت ہونے کی خبریں آ رہی ہیں جس کی تیاری میں یوریا، ڈیٹرینٹ، بال صفا پاؤڈر، وینٹی ٹیبل آئل اور بنا سٹی گھی سمیت 17 مصنوعی اجزاء استعمال کیے جاتے ہیں۔ دودھ کو گاڑھا کرنے کے لیے اس میں پاؤڈر شامل کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اس کی بو چھپانے کے لیے کچھ لوگ اس میں پنسلین بھی ڈالتے ہیں۔

دودھ ایک سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے لیے موسم کے پیش نظر خراب ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ اس لیے اس میں جراثیم کی افزائش روکنے کے لیے ایک کیمیکل (فارملین) بھی شامل کیا جاتا ہے۔ فارملین ایک کیمیائی مادہ ہے جو نیشوں وغیرہ کو محفوظ کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لیے سوڈیم بائی کاربونیٹ اور ہائیڈروجن پراکسائیڈ بھی استعمال ہوتا ہے۔ مزید برآں دودھ میں کاربن فلور اور فاسفورس وغیرہ کی بھی ملاوٹ ہوتی ہے۔

ایک من دودھ کے لیے دو کلو خشک دودھ اور ایک کلو کوکنگ آئل میں 37 کلو پانی ملا جاتا ہے۔ یہ کوکنگ آئل کھانے پینے نہیں بلکہ صابن کی تیاری میں استعمال کے لیے منگوا یا جاتا ہے جو کہ عام فروخت ہو رہا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق مردہ

جانوروں کی چربی بھی کھانے پینے کی اشیا میں استعمال ہو رہی ہے۔ مرغیوں کی چربی پگھلا کر بھی استعمال کی جاتی ہے۔

ہارمونز کے انجکشن لگا کر مرغی جو فطری طور پر ایک کلو سے اوپر نہیں جاسکتی وہ تین کلو وزن کی ہو کر مارکیٹ میں بک رہی ہے۔ اسی طرح پھلوں اور سبزیوں کو بھی ہارمونز کے انجکشن لگائے جا رہے ہیں جس سے ان کا سائز اور وزن بڑھ جاتا ہے۔ پھلوں کو تازہ رکھنے کے لیے ان پر مومی تہ چڑھائی جاتی ہے۔ تربوز اور خربوزے کو میٹھا کرنے کے لیے ان میں رنگ اور سکرین کے انجکشن لگائے جاتے ہیں۔ پلچی اور سٹرابری پر سپرے سے رنگ کیا جاتا ہے۔ لال انار کے جوس کے نام پر عام انار کے دانوں میں لال رنگ ملا کر جوس بیجا جاتا ہے۔

ہری سبزیوں کو گہرا ہرا اور تازہ دکھانے کے لیے ایک رنگ استعمال کیا جاتا ہے جو ٹیکسٹائل انڈسٹری میں دول، کاٹن اور پیپر وغیرہ کو رنگنے کے کام آتا ہے۔ یہ انسانی جسم میں کینسر، معدے کا السر اور ٹیومر جیسی بیماریوں کا سبب بنتا ہے۔ مردہ جانوروں کی چربی سے گھی اور کوکنگ آئل بنایا جاتا ہے۔

نقصانات

☆ اگر دودھ کے برتن گندے ہوں یا اس میں آلودہ پانی شامل کیا گیا ہو تو پیٹ کی بیماریاں حتیٰ کہ انتڑیوں کی ٹی بی بھی ہو سکتی ہے۔

☆ دودھ کی پیداوار بڑھانے کے لیے بھینسوں کو ہارمونز کے ٹیکے لگائے جاتے ہیں۔ ایسا دودھ پینے سے خواتین میں ایام کی بے قاعدگی، چہرے پر غیر ضروری بال، دانے، کیل مہاسے، حتیٰ کہ بانجھ پن جیسے مسائل بھی پیدا ہو

سکتے ہیں۔ یہ دودھ انتڑیوں میں السر کا موجب بنتا ہے۔

☆ واشنگ پاؤڈر میں جو رنگ کاٹ استعمال ہوتا ہے اسے دودھ میں شامل کیا جاتا ہے جس سے معدے کی جھلی متاثر ہو سکتی ہے اور معدے میں السر بن سکتا ہے۔ اگر یہ پاؤڈر خون میں جذب ہو جائے تو گردوں، جگر اور جسم کے دیگر حصوں میں مسائل کا سبب بن سکتا ہے۔

☆ دودھ میں اضافی چکنائی یا بنا سیتی گھی کی ملاوٹ جسم میں چربی کی مقدار بڑھانے اور نتیجتاً کولیسٹرول، ہائی بلڈ پریشر اور دل کی بیماریوں کا سبب بنتی ہے۔

ملاوٹ جانچنے کا طریقہ

☆ دودھ کا ایک قطرہ کسی ڈھلوان پالش شدہ اور چمک دار سطح پر ڈالیں۔ اگر وہ بہتے ہوئے سفید لکیر چھوڑے تو وہ خالص ہے اور اگر وہ پانی کی لکیر چھوڑے جو ٹپتی آئے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس میں پانی شامل ہے۔

☆ دودھ کو ابال کر اگر اس پر سفید موٹی سی تہہ جمنے لگے تو یہ ملاوٹ کی نشانی ہے۔

☆ اگر دودھ میں کلف شامل کی گئی ہو تو پانچ ملی لیٹر دودھ میں دو کھانے کے چمچ نمک ملانے سے وہ نیلے رنگ میں تبدیل ہونے لگے گا۔

☆ چائے میں ملاوٹ جاننے کے لیے پتی کو ٹھنڈے پانی میں ڈالیں۔ اگر پانی کا رنگ براؤن ہو جائے تو جان لیں کہ آپ کی چائے میں ملاوٹ ہے۔

☆ ثابت دار چینی کی ڈنڈیوں کو اپنے ہاتھوں پر رکھ کر توڑیں۔ اگر آپ کے ہاتھ رنگ دار ہو جائیں تو یہ ڈنڈیاں ملاوٹ زدہ ہیں۔

☆ ہلدی کی جڑوں کو کاغذ پر رکھیں اور تھوڑا سا ٹھنڈا پانی ڈالیں۔ اگر کاغذ پیلا ہو جائے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ ہلدی کی جڑیں جعلی ہیں۔

☆ سرخ مرچ پانی کے گلاس میں ڈالنے پر اگر رنگ چھوڑ جائے تو ملاوٹ شدہ ہے۔

☆ مٹروں کو لمبے عرصے تک محفوظ رکھنے کے لیے انہیں ایک مضر صحت کیمیکل لگا کر فریز کیا جاتا ہے۔ مٹروں کو فریج سے نکال کر پانی میں ڈالنے پر اگر پانی کی رنگت سبز ہو جائے تو فوری طور پر ان مٹروں کو تلف کر دیں۔

چند احتیاطیں

☆ صرف موسمی پھل اور سبزیاں استعمال کریں، بے موسم کے پھل اور فروزن سبزیاں زیادہ تر ملاوٹ زدہ ہوتی ہیں۔

☆ پھل اور سبزیوں کو کم از کم ایک گھنٹہ پانی میں ڈبو کر رکھیں۔ یوں ان پر کیے گئے مصنوعی اور مضر صحت کلر اور سپرے وغیرہ پانی میں تحلیل ہو جائیں گے۔ پھر پھل، سبزی کو خشک کر کے استعمال کریں چاہے فریج میں رکھ لیں۔

یہ زندگی اور صحت اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ صحت کے تحفظ کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔ سادہ خوراک کھائیں۔ کم کھالیں مگر اچھا کھائیں۔ محض عادت سے مجبور ہو کر نہ کھائیں بلکہ ضرورت کے تحت کھائیں۔ فاسٹ فوڈز اور بازاری کھانوں سے بچیں۔ کھلے کو کنگ آئل نہ خریدیں۔ بہت سارے فاسد مادے بذریعہ پیشاب خارج ہو جاتے ہیں اس لیے پانی زیادہ پیئیں۔

☆.....☆.....☆

جدید ٹیکنالوجی

لیزر شعاعیں

آصف سلیمان

1960ء میں روشنی کی ایک نئی قسم دریافت ہوئی جس نے دنیا بھر کے سائنس دانوں کو حیران کر دیا۔ یہ لیزر کی روشنی تھی۔ اگرچہ ڈاکٹر چارلس ٹاؤکس اور ڈاکٹر آر تھرشلونظریاتی طور پر لیزر تیار کرنے کا طریقہ پیش کر چکے تھے لیکن عملی طور پر اس کی ایجاد کا سہرا ڈاکٹر تھیوڈور ہیرالڈ کے سر ہے۔ لیزر شعاعوں اور روشنی کی شعاعوں میں فرق یہ ہے کہ عام روشنی جوں جوں فاصلہ طے کرتی ہے، اس کا پھیلاؤ بڑھتا جاتا ہے اور وہ کم زور ہوتی جاتی ہے جبکہ لیزر شعاعیں مربوط شکل میں سفر کرتی ہیں اور بہت زیادہ فاصلہ طے کرنے کے باوجود ان کی قوت میں فرق نہیں آتا۔

لیزر کو اگر ہم ایک عظیم ایجاد کہیں تو بے جا نہ ہوگا، جسے اب زندگی کے ہر شعبہ میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس نے میڈیکل سائنس میں انقلاب برپا کر دیا ہے۔ سرجری میں اس کا استعمال وسیع پیمانے پر ہونے لگا ہے۔ اب ایک لیزر ٹارچ کی مدد سے نہ صرف آنکھ کے پردہ بصارت میں پیدا ہونے والی باریک ترین رسولی کو باسانی ختم کیا جاسکتا ہے بلکہ پردہ بصارت کو جوڑا بھی جاسکتا ہے۔ لیزر کا ایک مفید استعمال مواصلات کے شعبے میں بھی ہو رہا ہے۔ سائنس دان ایک عرصے سے برقی مقناطیسی لہروں کے علاوہ کسی ایسی شعاع کی تلاش میں تھے جس کی مدد سے وہ آواز اور تصویر کو دور دراز کے مقامات پر احسن طریقے سے نشر کر سکیں۔ لیزر کو برقی مقناطیسی لہروں کا نعم البدل قرار دیا جا رہا ہے۔ لیزر شعاعوں کی مدد

سے کئی سو ٹیلی ویژن پروگراموں یا کئی ہزار ٹیلی فون کالوں کو بیک وقت نشر کیا جا سکتا ہے۔ ریڈار میں اس کے استعمال سے غلطی کا امکان بہت کم رہ جاتا ہے۔

الیکٹرانکس کے علاوہ لیزر سے اور بھی کئی کام لیے جاتے ہیں۔ مثلاً یہ دنیا کی سب سے سخت شے یعنی ہیرے کی تراش خراش کرنے اور اس میں باریک سوراخ کرنے کے لیے بھی استعمال کیا جانے لگا ہے۔ ایک عام روایتی طریقے سے ایسا سوراخ کرنے میں دو دن لگتے ہیں جبکہ لیزر کی مدد سے صرف پانچ منٹ ہی میں سوراخ کیا جاسکتا ہے۔ لیزر کی مدد سے مصوری کے نادر نمونوں کے اصلی یا نقلی ہونے کا پتہ بھی چلایا جاتا ہے۔

دنیا کی سب سے پہلی لیزر شعاع روبی کرسٹل کی مدد سے پیدا کی گئی تھی لیکن اب مادے کی تینوں حالتوں یعنی ٹھوس، مائع، گیس کو لیزر شعاعیں پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ لیزر کو تیل کے علاوہ توانائی کے نئے ذریعے کے طور پر بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

لیزر ہتھیار کی ایک پوری شاخ پہلے ہی وجود میں آ چکی ہے اور اس حوالے سے مزید تجربات جاری ہیں۔ لیزر کو جب ایک نقطے پر مرکوز کیا جاتا ہے تو وہاں بے پناہ حرارت پیدا ہوتی ہے۔ ایک طاقت ور لیزر شعاع سے پیدا ہونے والی حرارت، سورج سے پیدا ہونے والی حرارت سے بھی زیادہ ہوتی ہے جو زمین پر پائی جانے والی ہر شے کو بخارات میں تبدیل کر سکتی ہے۔ اگر ہم جنگ کے دوران میں لیزر شعاعوں کو ایک شہر پر مرکوز کر دیں تو وہ شہر چند لمحوں میں صفحہ ہستی سے غائب ہو جائے گا۔ غرض یہ ایک ایسی ایجاد ہے جو بنی نوع انسان کی زندگی کے ہر پہلو کا احاطہ کرتی ہے، لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ ”موت کی شعاع“ بنتی ہے یا ”امید کی کرن!“

THE MIRACLE OF MIGRATORY BIRDS

AS THE SUN sets over the Thames in New Zealand, dozens of bar-tailed godwits shuffle about lazily on the edge of the bay, the wind fluffing their feathers.

Six months earlier, these birds had made an epic journey to get here, flying all the way from Alaska. Astonishingly, they didn't stop along the way. For eight or nine days straight, they flew, beating their wings the entire way: about 7,000 miles, more than a quarter of the way around the world. Subhan Allah!

When the godwits arrived, they were exhausted and thin. They had fattened up now for their migration back to Alaska, where they breed during the summer. They were going to fly about 6,000 miles, to the Yellow Sea. There they would spend about six weeks along a coastline split between China, North Korea, and South Korea, feeding and resting before flying 4,000 more miles.

Bar-tailed godwits have made this migration for thousands of years, but a clear picture of their travels has emerged only in the past few

get to your backyard! Make sure they are welcomed with fresh food and water when they arrive.

Not all birds travel low where we can see them. Songbirds travel at an altitude as high as 500 to 2,000 feet. Geese and vultures have been known to travel at altitudes of 29,000-37,000 feet high. Some scientists believe that birds travel at higher altitudes to conserve energy with less flapping of the wings and more gliding. They move up and down altitudes to gain boosts of natural lift from the changes in density.

Allah has taught migrating birds where to migrate and how to navigate back home. They use the stars, the sun, and earth's magnetism to help them find their way. They also almost always return home to where they were born.

BIRDS PREPARE FOR MIGRATION

To help birds prepare themselves for the long journey away from home for the winter, they build up body fat. They fuel up with certain foods and reserve up to 50% of their body weight. It is important to feed birds all year long, but especially when they return from migration and when they are preparing to leave

decades. Migrations by birds have been a source of wonder for centuries, but new scientific findings are helping to demystify them while adding to our appreciation of these incredible feats.

At eight days and eight nights, and 7,150 miles, it's still the longest nonstop migratory flight ever recorded. Allah-o-Akbar! "It is a head-scratching, jaw-dropping feat," says Gill, an emeritus scientist.

Hummingbirds are the smallest migrating bird with an average weight of 1/8 of an ounce. They can travel as fast as 30 mph (48 kph) when migrating. Their migratory path takes them across the Gulf of Mexico twice a year. They fly this nonstop, which can be as far as 600 miles. That's a long journey for such a small bird!

Migrating birds can travel as far as 16,000 miles. To reach their destination in time, some travel at speeds of 30mph. At this speed, birds take up to 533 hours to reach their final destination. Traveling 8 hours a day, it would take some birds 66 days to reach their migration destination. This means the birds have been traveling a long time by the time they

journey home in the spring include predators like owls or hawks, dehydration, starvation, oil drilling rigs in the ocean, windmills, power stations, and drastic climate changes. All of these hazards are instinctually taken into consideration, but birds are still not completely safe during their journey.

Birds need specific items when landing in yards after migration. Most importantly, birds need food, water, and nesting materials. They will be very hungry after exerting energy to travel those long distances. They could be facing dehydration if they don't drink enough water after finishing their migration flight. And they will be ready to lay their eggs. By providing nesting materials in your yard like string, hay, pet hair, strips of fabric, and natural sources of twigs or moss, birds will be able to build their nest in time to have their babies.

Now that you've learned something about the birds migrating to your yard, go get ready for them! They will be hungry and thirsty. Subhan Allah there is a reward for kindness to all living things.

(edited from National Geographic)

for migration. They will be hungry!

BIRDS MIGRATE AT DIFFERENT TIMES

When most of us are making our morning and afternoon commutes to and from work, migrating birds are feeding and resting. Many birds migrate during the night. They do this for a variety of reasons. At night, the air is cooler which eliminates the need to stop as much to cool down in water. Similarly, at night there are fewer predators and visibility of these predators is low. Birds are more safe traveling when their predators are resting. This is not the case for all birds, as you typically see geese and cranes migrate during the day.

Wisconsin is a popular migratory destination state

In May, a popular migration month, it is estimated that 3 million birds cross the Wisconsin state border daily as they migrate back to their Wisconsin homes. And this is on a light night! On heavy migration days, there can be as many as 30 million birds migrating into Wisconsin during the spring season.

As mentioned earlier, birds migrate during certain times of the day to avoid potential threats. Their biggest threats on the long

زندگی کوئی کھیل نہیں

ملک محمد افتخار

آپ کو بے شمار ایسے لوگ ملیں گے جنہوں نے شرط جیتنے کے چکر میں اپنی زندگی کو عذاب بنا لیا ہو۔ پلوں کی ریٹنگ پر چلنے، سردیوں میں دریا میں چھلانگ لگانے، زندہ مچھلی کھانے، جم میں اوقات سے زیادہ وزن اٹھانے، ہیل کو سینگ سے پکڑ کر گرانے، ہاتھی کی سوئڈ سے لٹکنے، شیر کے پنجرے میں ہاتھ ڈالنے اور ون ویلنگ کی شرطیں آپ نے بھی اکثر سنی ہوں گی اور ان کے نتائج سے بھی واقف ہوں گے۔

دنیا بھر میں ہر روز ایسے درجنوں واقعات ہوتے ہیں۔ یہ کیا ہے؟ لوگ اپنی زندگی، اپنی جان کو خطرے میں کیوں ڈالتے ہیں؟ شاید یہ لوگ زندگی کی قدر سے واقف نہیں ہیں، یا پھر یہ زندگی کو کھیل سمجھ رہے ہیں، یا پھر انہیں اپنے والدین اور بہن بھائیوں سے کوئی دل چسپی نہیں ہوتی۔ انسان نے مرنا ہوتا ہے، یہ مر بھی جاتا ہے لیکن اپنے پس ماندگان کے لیے جتنا غم چھوڑ جاتا ہے، ہم اس کا تصور تک نہیں کر سکتے۔ ہم اپنے لیے نہیں جیتتے بلکہ ان کے لیے جیتتے ہیں جن کے لیے ہمارا جینا معنی رکھتا ہے۔ لہذا ہمیں ہر قدم یہ سوچ کر اٹھانا چاہیے کہ ہمارے بعد ہمارے چاہنے والوں کا کیا بنے گا! یہ سوچ ہی ہمیں بچائے گی۔

صرف چند لمحوں کی تفریح کے لیے دوسروں کی جان خطرے میں نہ ڈالا کریں۔ آپ کا چند منٹوں کا مذاق پورے خاندان کے لیے عذاب ثابت ہوگا۔ والدین اور اساتذہ بچوں کو شرطوں کے ہولناک نتائج کے بارے میں بتاتے رہا کریں۔

☆.....☆.....☆

Kausar

BANASPATI & COOKING OILS

کچھ خاص مہارے کھانے میں



f KausarCookingOils